ماھنامہ
لاہور

سیدھا راستہ

(جلد نمبر ۱۹ شمارہ نمبر ۴) شعبان المعظم ۱۴۲۹ھ اگست ۲۰۰۸ء

مسلسل اشاعت کا اُنیسواں سال

مدیر اعلیٰ
منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)
مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور

فیض نگینہ بوسیلہ مدینہ منورہ شریف جاری رہے گا۔ (انشاءاللہ العزیز)

بسم اللہ الرحمن الرحیم الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

دین حنیف کا ترجمان

ماہنامہ سیدھا راستہ لاہور

بیادگار

پیر طریقت، رہبر شریعت، زبدۃ العارفین، پیکر ایثار و وفا،
فنافی الرسول، امین علم لدنی، قطب جلی، نائب غوث الثقلین
منظور نظر داتا گنج بخش، حضرت قبلہ علامہ مولانا

حاجی محمد یوسف علی نگینہ

(نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی، سہروردی)
قدس سرہ العزیز

عقائد کی پختگی اور اعمال کی درستگی کے لئے عام فہم اور آسان سلیس اردو
بیسیوں حوالہ جات سے مزین، دور جدید میں منفرد حیثیت کا حامل

مسلسل اشاعت کا انیسواں سال

بفضل عنایت

مجمع انوار نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ حاجی **محمد اللہ دتہ یوسفی** زم زم
مجمع انوار نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ **منیر احمد یوسفی**
مجمع انوار نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ **بشیر احمد یوسفی**
مجمع انوار نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ **خلیل احمد یوسفی**
سجادہ نشینان آستانہ عالیہ پپلے گوجراں شریف تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد

حسن ترتیب

۱	نعت شریف۔	۲
۲	اداریہ۔	۳
۳	تفسیر یوسفی۔	۴
۴	درس حدیث شریف (بغض وحسد)۔	۸
۵	بخاری شریف پڑھئے بحوالہ تیسیر الباری۔	۱۱
۶	رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں۔	۱۳
۷	پندرھویں شب اور شعبان المعظم۔	۱۷
۸	سوالات وجوابات۔	۲۱
۹	تعلیم شریعت وطریقت بحوالہ کشف المحجوب شریف	۲۳
۱۰	اپنی تحریروں کے آئینے میں جھوٹے شخص کے جھوٹے دعوے	۲۵
۱۱	فضائل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کتب شیعہ میں۔	۲۹
۱۲	تعلق بارسول ﷺ۔	۳۴

رکن کونسل آف جرائد اہلسنت پاکستان

مدیر اعلیٰ
منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

مدیر معاون
صاحبزادہ مفتی حافظ **خلیل احمد یوسفی**

مینیجنگ ایڈیٹر
رشید احمد جنجوعہ یوسفی
(ایم۔اے، ایل۔ایل۔بی)

سرکولیشن کنٹرولرز
شیخ فہد احمد یوسفی
حافظ ظفر یوسفی

سالانہ ممبر شپ فیس (اندرون وبیرون ملک)

	روپے
الجزائر، ایران، ترکی، عراق	2000
عرب امارات و سعودی عرب	2000
انگلینڈ	2000
کینیڈا، امریکہ	2500
پاکستان	300

زیر انتظام صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی، صاحبزادہ حافظ مفتی خلیل احمد یوسفی، صاحبزادہ محمد ابوبکر صدیق یوسفی زم زم

پروف ریڈرز: مفتی محمد آصف یوسفی، ملک محمد سلیم نواز یوسفی
شیخ محمد عبدالعلیم یوسفی، محمد عامر فقیر، محمد وسیم یوسفی

خط وکتابت وترسیل زر کا پتا
ایڈیٹر ماہنامہ "سیدھا راستہ"
جامع مسجد نگینہ 977-A بلاک B-III گجرپورہ سکیم لاہور
042-36880027, 0300-4274936

ڈرافٹ اور چیک کے لئے: منیر احمد یوسفی اکاؤنٹ نمبر 06180017185303 حبیب بنک شاد باغ لاہور

پبلشر منیر احمد یوسفی نے حامد جمیل پرنٹرز لاہور سے چھپوا کر جامع مسجد نگینہ بلاک B-III چائنہ سکیم لاہور سے شائع کیا

قیمت فی شمارہ 30 روپے

کمپوزنگ: ابوبکر کمپیوٹر سینٹر، 977-A بلاک B-III چائنہ سکیم لاہور 0300-4274936

ویب سائٹ: http://www.seedharastah.com
ای میل ایڈریس: info@seedharastah.com
http://www.facebook.com/seedharastah

نعت شریف

از قلم: امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ

لَمْ یَاْتِ نَظِیْرُکَ فِیْ نَظَرٍ[1] مثل تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سوہے تجھ کو شہ دوسرا جانا

اَلْبَحْرُ عَلَا وَالْمَوْجُ طَغٰی[2] من بے کس و طوفاں ہو شربا
منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیا پار لگا جانا

یَا شَمْسُ نَظَرْتَ اِلٰی لَیْلِیْ[3] چو بطیبہ رسی عرضے بکنی!
توری جوت کی جھل جھل جگ میں رچی مری شب نے نہ دن ہونا جانا

لَکَ بَدْرٌ فِی الْوَجْهِ الْاَجْمَلْ[4] خط ہالہ مہ زلف ابر اجل
تورے چندن چندر پرو کنڈل رحمت کی بھرن برسا جانا

اَنَا فِیْ عَطَشٍ وَّسَخَاکَ اَتَمْ[5] اے گیسوئے پاک اے ابر کرم
برسن ہارے رم جھم رم جھم دو بوند ادھر بھی گرا جانا

یَا قَافِلَتِیْ زِیْدِیْ اَجَلَکْ[6] رحمے بر حسرت تشنہ لبک
مورا جیرا لرجے درک درک طیبہ سے ابھی نہ سنا جانا

وَاهاً لِسُوَیْعَاتٍ ذَهَبَتْ[7] آں عہد حضور بارگہت
جب یاد آوت موہے کر نہ پرت دردا وہ مدینے کا جانا

اَلْقَلْبُ شَجٌ وَّالْهَمُّ شُجُوْن[8] دل زار چناں جاں زیر چنوں
پت اپنی بپت میں کاسے کہوں مورا کون ہے تیرے سوا جانا

اَلرُّوْحُ فِدَاکَ فَزِدْ حَرْقًا[9] یک شعلہ دگر برزن عشقا
مورا تن من دھن سب پھونک دیا یہ جان بھی پیارے جلا جانا

بس خامۂ خام نوائے رضاؔ نہ یہ طرز مری نہ یہ رنگ مرا
ارشاد احبا ناطق تھا ناچار اس راہ پڑا جانا

---

۱ حضور کا نظیر کسی کو نظر نہ آیا ۲ سمندر اونچا ہوا طغیانی پر ہیں۔ ۳ اے آفتاب تو نے میری رات دیکھی اس میں اشارہ ہے کہ میری رات آفتاب کے سامنے رات ہی رہی ۴ حضور کے لئے سب سے زیادہ خوبصورت چہرے میں ایک چودھویں رات کا چاند ہے۔۱۲ منہ ۵ میں پیاس میں ہوں اور تیری سخاوت سب سے زیادہ کامل وتام ہے ۱۲ منہ ۶ اے میرے قافلے اپنے قیام کی مدت زیادہ کر

اداریہ

کس سے کہیں؟

فروری 2008ء میں منعقد ہونے والے انتخابات سے پاکستانی عوام کو بہت سی توقعات وابستہ تھیں اور پاکستانی عوام نے اُن میں بڑھ چڑھ کر اپنی رائے کا اظہار کر کے پرویز مشرف کی جماعت ق لیگ کی حکومت کو مسترد کر دیا۔ لوگوں کا خیال تھا کہ ملک کی دونوں بڑی سیاسی پارٹیوں نے گذشتہ دس بارہ سال سے کافی دھکے کھائے ہیں اب ان کو بدلتے ہوئے حالات کا کافی حد تک ادراک ہو چکا ہے لہٰذا ان سے یہ اُمیدیں وابستہ کر لی گئیں کہ اگر ان کو تیسری مرتبہ حکومت کا موقع دیا جائے تو وہ ملک کو ہر قسم کے بحران سے نکال لیں گی اور عوام کے معاشی مسائل بھی حل ہو جائیں گے۔ اِس خیال سے لوگوں نے اِن پارٹیوں کی گذشتہ ادوار میں کی گئی لوٹ کھسوٹ کو بھی نظر انداز کر دیا۔

انتخابات کے بعد ہر دو جماعتوں کی قیادت کی ملاقاتوں اور بیانات سے اِس خوش فہمی کو کافی تقویت ملی لیکن پھر حسبِ سابق یہود ونصاریٰ کی ایجنسیوں نے اپنا کام شروع کر دیا کہ پاکستان کو کسی بھی صورت میں سیاسی طور پر مستحکم نہ ہونے دیا جائے۔ لہٰذا بتدریج اُنہوں نے انتخابات میں فتح یاب ہو کر سامنے آنے والی جماعتوں میں اعتماد کی فضا کو مکدر کرنا شروع کر دیا ہے اور انتخابی ایجنڈے پر عملدرآمد میں ہر قسم کی رکاوٹیں کھڑی کرنا شروع کر دیں۔ جس کا نتیجہ ہے کہ حکومتی جماعتوں میں عدم اعتماد کی فضا پروان چڑھ رہی ہے اور وہ اپنا اقتدار بچانے کی فکر میں تمام وعدے بھول رہی ہیں' کسی کو کچھ فکر نہیں کہ عوام کس بے یقینی اور بے چینی کی کیفیت سے دوچار ہے۔ معاشی طور پر لوگوں کا جینا دشوار ہو گیا ہے۔ روزمرہ کی اشیائے ضروریات لوگوں کی قوتِ خرید سے نہ صرف باہر بلکہ نایاب ہو رہی ہیں۔ دال چاول اور آٹے کے لئے لوگ گھنٹوں قطاروں میں کھڑے رہتے ہیں۔ اب تک حکومتی سطح پر کوئی ایسی بات نظر نہیں آ رہی کہ وہ مہنگائی کنٹرول کرنے اور اشیائے ضروریہ کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے کوئی اقدامات کر رہی ہے یا کوئی پالیسی وضع کر رہی ہے ہر کوئی منہ مانگی قیمت وصول کر رہا ہے اور مال بھی ناقص فروخت کر رہا ہے۔ جس چیز کو جب چاہا مارکیٹ سے غائب کر کے ریٹ بڑھائے جا رہے ہیں اس پر کوئی حکومتی چیک نہیں۔ بلکہ محسوس ہو رہا ہے کہ حکومت دانستہ طور پر ایسا کر رہی ہے کیونکہ حکومتی سطح پر تیل' گیس اور بجلی کے نرخ ہوشربا حد تک بڑھا دیئے گئے ہیں۔ حالانکہ اس کا کوئی جواز نہیں۔ مختلف اخبارات ورسائل میں شائع شدہ تبصروں کے مطابق حکومت تیل کی قیمت بلا جواز بڑھا رہی ہے جبکہ سوئی گیس تو ویسے ہی ملکی پیداوار ہے۔ کیا یہ سب کچھ عوام کو ریلیف دیا جا رہا ہے جس کے بہت بلند بانگ وعدے اور دعوے کئے جاتے ہیں۔ عوام میں ملکی سلامتی کے بارے میں بھی بہت زیادہ تشویش پائی جا رہی ہے۔ آئے روز حکومتی ترجمان یہ بیان دیتے رہتے ہیں کہ ملکی دفاع مضبوط ہاتھوں میں ہے۔ دشمن ہماری سرحدوں کی طرف میلی نظر سے دیکھ بھی نہیں سکتا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہمارا ملک اندرونی خلفشار اور سیاسی انتشار کا شکار تو ہے ہی بیرونی طور پر بھی ہماری خارجہ پالیسی کامیاب نظر نہیں آتی۔ بین الاقوامی طور پر ہمیں دہشت گرد ممالک کی فہرست میں شامل کیا جا رہا ہے۔ کوشش کی جا رہی ہے کہ پاکستان کو غیر محفوظ اور ناکام ریاست قرار دے کر اس پر قبضہ کیا جائے اور نوبت یہاں تک آ گئی ہے کہ افغانستان ہمیں حملہ کرنے کی دھمکیاں دے رہا ہے۔ غیر ملکی فوجیں القاعدہ کے بہانے ہماری سرحدوں کے قریب براجماں ہیں' اب تو شک ہونے لگا ہے کہ کیا پاکستان واقعی ایٹمی طاقت ہے' بھارت نے ڈیم بنا کر ہمارے دریا خشک کر دیئے ہیں جس کی وجہ سے ہماری زمینیں بنجر اور غیر آباد ہو رہی ہے جس کی وجہ سے پاکستان میں زرعی پیداوار کی شدید قلت کا سامنا ہے۔ لیکن ہمارے حکمران اپنی کرسی کے چکر میں عوام کو طفل تسلیاں دے رہے ہیں۔ عملی طور پر کچھ نہیں کیا جا رہا۔ خدشہ ہے کہ خدانخواستہ ہمارا ملک کسی اور سانحہ سے دوچار نہ ہو جائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمارے ملک پر اپنا فضل وکرم فرمائے اور ملک کی قیادت محبِّ وطن ہاتھوں میں دے۔ آمین!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفسیر یوسفی

از قلم: پیر طریقت امین علم لدنی حضرت قبلہ
حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً ص وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ط اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ o فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْ م بَعْدِ مَا جَآءَ تْکُمُ الْبَیِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ o ھَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیَھُمُ اللّٰہُ فِیْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ وَقُضِیَ الْاَمْرُ ط وَاِلَی اللّٰہِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ o (البقرہ:۲۰۸ تا ۲۱۰)

''اے ایمان والو! اسلام میں پورے داخل ہو اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو۔ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور اگر اس کے بعد بھی پھسلو کہ تمہارے پاس روشن حکم آ چکے تو جان لو کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) زبردست حکمت والا ہے۔ کس چیز کے انتظار میں ہیں مگر یہی کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا عذاب آجائے، چھائے ہوئے بادلوں میں اور فرشتے اُتریں اور کام ہو چکے اور سب کاموں کا رجوع اللہ (تبارک وتعالیٰ) ہی کی طرف ہے''۔

شانِ نزول:

اخرج ابن جریر عن عکرمۃ قال قال عبداللہ بن سلام وثعلبۃ وابن یامین واسد بن عبید واسید ابنی کعب، وسعید بن عمرو وقیس بن زید کلھم مؤمنی الیھود یا رسول اللہ یوم السبت یوم کنا نعظمہ فدعنا فلنسبت فیہ وان التوراتہ کتاب اللہ فدعنا فلتقم بھا باللیل وکذا قال البغوی وقال وکانوا یکرھون لحوم الابل والبانھا بعد ما اسلموا فنزلت [1]

''(حضرت) ابن جریر (علیہ الرحمہ) نے (حضرت) عکرمہ (رحمہ اللہ تعالیٰ) سے روایت کیا ہے کہ یہود میں سے جو لوگ مسلمان ہوگئے تھے اُن میں سے حضرت عبداللہ بن سلام، ثعلبہ، ابن یامین، اسد بن عبید، اسید بن کعب، سعید بن عمرو، قیس بن زید رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ہم ہفتہ کے دن کی تعظیم کیا کرتے تھے اَب بھی ہمیں اجازت فرمائیں تاکہ ہم اس کی تعظیم کریں اور تورات شریف بھی چونکہ کتاب الٰہی ہے اس کو رات کو کھڑے ہوکر پڑھا کریں۔ (علامہ) بغوی (علیہ الرحمہ) نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ اسلام لانے کے بعد بھی یہ لوگ اُونٹ کے گوشت اور دُودھ کو حرام سمجھتے تھے۔ اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا ہے: ان الاسلام ثمانیۃ اسھم فعدا الصلوٰۃ والصوم والزکوٰۃ والحج والعمرۃ والجھاد والامر بالمعروف والنھی عن المنکر قال وقد خاب من لا سھم لہ [2] ''اسلام کے آٹھ حصے ہیں (۱) نماز، (۲) روزہ، (۳) زکوٰۃ، (۴) حج، (۵) عمرہ، (۶) جہاد، (۷) امر بالمعروف اور (۸) نہی عن المنکر۔ جس کے پاس اِن میں سے ایک حصہ بھی نہیں وہ بے مراد اور محروم رہا''۔

[1] مظہری جلد ا ص ۲۴۸، ابن کثیر جلد ا ص ۲۱۶، درمنثور جلد ا ص ۵۷۹، فتح القدیر جلد ا ص ۲۶۷، ابن جریر جلد ۲ ص ۳۳۷، روح المعانی جلد ا ص ۴۹۲۔ [2] مظہری جلد ا ص ۲۴۸، قرطبی جلد ۲ جز ۳ ص ۱۸۔

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔ **انما ذکر ما ذکر علی سبیل التمثیل والافا لمراد بالایة الامتثال بکل ما امر اللہ بہ والانتهاء عن کل مانهی عنه** ۳؎ (حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے) جو کچھ فرمایا ہے' بطور مثال کے لئے ہے یہ مطلب نہیں کہ اسلام کے کل اجزاء یہی ہیں۔ آیت مبارکہ سے ہر مامور کو ماننا اور ممنوع سے باز رہنا مراد ہے۔

او یقال ان الامر بالمعروف والنهی عن المنکر یشتمل الجمیع فان الامر بالمعروف یقتضی الاتیان به والنهی عن المنکر یقتضی الانتها عنه ۴؎ ''یا یہ توجیہہ کی جائے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں سب چیزیں آ گئیں کیونکہ کسی کو اچھی بات بتانے کا تقاضا ہے کہ بتانے والا خود بھی اُس کام کو کرتا ہے اور بُری خصلت سے روکنا اس امر کو بتانا ہے کہ وہ اُس برائی سے رُکتا رہے''۔ جب کوئی آدمی اسلام میں پورا پورا داخل ہوگا تو اُس کے اخلاق اور آداب سنور جائیں گے۔ جن چیزوں کو اسلام نے فرض قرار دیا ہے اور جو چیزیں اُمورِ دین و دنیا میں ضروری ہیں' اُن کو اختیار کئے بغیر کوئی مسلمان اسلام میں مکمل داخلے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ جس کی تفصیل قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مبارکہ میں موجود ہے۔

پسندیدہ دین:

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے: **اِنَّ الدِّیۡنَ عِنۡدَ اللّٰهِ الۡاِسۡلَامُ** (آل عمران:۱۹) ''بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے ہاں اسلام ہی دین ہے''۔ قرآنی اِصطلاح میں اِسلام' دینِ محمدی ﷺ کا نام ہے۔ دینِ محمدی ﷺ کے سوا تمام اَدیان اَب مسنوخ ہیں۔ بعض پہلے ہی باطل اور منسوخ جیسے مشرکین کا دین بعض وہ جو پہلے حق تھے' اَب منسوخ ہیں' جیسے یہودیت اور نصرانیت۔

ربِّ ذوالجلال کا اِرشاد ہے:۔ **وَمَنۡ یَّبۡتَغِ غَیۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِیۡنًا فَلَنۡ یُّقۡبَلَ مِنۡهُ ۚ وَهُوَ فِی الۡاٰخِرَةِ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ۝** (آل عمران:۸۵) ''اور جو اِسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا وہ ہرگز اُس سے قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارے والوں میں ہوگا''۔ **فَمَنۡ یُّرِدِ اللّٰهُ اَنۡ یَّهۡدِیَهٗ یَشۡرَحۡ صَدۡرَهٗ لِلۡاِسۡلَامِ** (الانعام:۱۲۵) ''اور جسے اللہ (تبارک وتعالیٰ) ہدایت عطا فرمانا چاہتا ہے اُس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے''۔ اور جس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیا جاتا ہے۔ اُس کے متعلق اِرشادِ خداوندی ہے:۔ **اَفَمَنۡ شَرَحَ اللّٰهُ صَدۡرَهٗ لِلۡاِسۡلَامِ فَهُوَ عَلٰی نُوۡرٍ مِّنۡ رَّبِّهٖ ؕ** .... (الزمر:۲۲) ''تو کیا جس کا سینہ اللہ (عزوجل) نے اِسلام کے لئے کھول دیا وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے''۔

حجۃ الوداع کے موقع پر ربِّ کائنات نے عظمتِ اسلام کے بارے میں اِرشاد فرمایا:۔ **اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا ؕ** .... (المائدہ:۳) ''آج میں نے تمہارا دین کامل فرما دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری فرما دی اور تمہارے لئے اِسلام کو دین پسند فرمایا''۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: **بُنِیَ الۡاِسۡلَامُ عَلٰی خَمۡسٍ شَهَادَةُ اَنۡ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُهٗ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِیۡتَآءُ الزَّکٰوةِ وَالۡحَجُّ وَصَوۡمُ رَمَضَانَ** ۵؎ ''اِسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ (۱) اِس بات کی گواہی دینا کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں ہے اور (حضرت) محمد (ﷺ) اُس کے بندے اور اُس کے رسول (ﷺ) ہیں' (۲) نماز قائم کرنا' (۳) زکوٰۃ دینا' (۴) حج کرنا اور (۵) ماہِ

۳؎ مظہری جلد ۱ ص ۳۴۸۔ ۴؎ مظہری جلد ۱ ص ۳۴۸۔ ۵؎ بخاری حدیث نمبر ۸' مسلم حدیث نمبر ۱۶' نسائی حدیث نمبر ۵۰۰۱' ترمذی حدیث نمبر ۲۶۰۹' مسند احمد جلد ۲ ص ۲۶' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱ ص ۳۵۸' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴' مرقاۃ جلد ۱ ص ۱۳۰' صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۳۰۸۔ ۳۰۹' مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۴۸' الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۲۲۹' تلخیص الحبیر جلد ۲ ص ۱۸۶' نصب الرایۃ جلد ۲ ص ۳۲۸' شرح السنۃ جلد ۱ ص ۱۴' قرطبی جلد ۱ جزء ۲ حدیث نمبر ۲۷۲۔

رمضان (المبارک) کے روزے''۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ایک دن ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر تھے' **اِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ** ''کہ ایک صاحب ہمارے سامنے نمودار ہوئے'' **شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ** ''جن کے کپڑے بہت سفید اور بال کالے سیاہ تھے۔'' اُن پر آثار سفر ظاہر نہ ہوتے تھے اور ہم سے کوئی اُنہیں پہچانتا بھی نہ تھا' یہاں تک کہ وہ صاحب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے اور اپنے گھٹنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی گھٹنوں سے ملا دیئے اور اپنے ہاتھ زانوؤں پر رکھے اور عرض کیا: **يَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِسْلَامِ** ''اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم) مجھے اسلام کے متعلق بتایئے''۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَالْحَجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا** ؎۶ ''اسلام یہ ہے کہ تم گواہی دو کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو' روزے رکھو اور کعبۃ اللہ کا حج کرو' اگر وہاں پہنچ سکو''۔

تمام چیزوں کا سر اسلام ہے:

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) مجھے ایسے کام بتایئے جو مجھے جنت میں داخل اور دوزخ سے دور کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے بڑی چیز پوچھی۔ ہاں! جس پر اللہ تبارک وتعالیٰ آسان فرما دے' اُسے آسان ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اُس کا شریک نہ جانو' نماز قائم کرو' زکوٰۃ دو' رمضان المبارک کے روزے رکھو' کعبۃ اللہ کا حج کرو۔ پھر فرمایا: میں تم کو بھلائی کے راستے نہ بتا دوں' روزہ ڈھال ہے' خیرات گناہوں کو ایسے بجھاتی ہے جیسے پانی آگ کو اور درمیانی رات میں انسان کا نماز پڑھنا' پھر یہ تلاوت فرمائی: **تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءً ۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○** (السجدۃ: ۱۶۔۱۷) ''اُن کی کروٹیں جدا ہوتی ہیں خواب گاہوں سے اور اپنے رب کو پکارتے ہیں' ڈرتے اور اُمید کرتے اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے کچھ خیرات کرتے ہیں تو کسی جی کو نہیں معلوم جو آنکھ کی ٹھنڈک اُن کے لئے چھپا رکھی ہے' صلہ اُن کے کاموں کا''۔ پھر فرمایا: میں تمہیں ساری چیزوں کا سر ستون اور کوہان کی بلندی نہ بتا دوں۔ (حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا' ہاں! یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) فرمایا: **رَاْسُ الْاَمْرِ الْاِسْلَامُ وَعَمُوْدُهُ الصَّلٰوةُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ** ؎۷ تمام چیزوں کا سر اسلام ہے۔ اِس کا ستون نماز ہے' اور کوہان کی بلندی جہاد ہے' چیز سے مراد دین۔ دینداری اسلام کے بغیر قائم نہیں رہ سکتی۔

مختلف موقعوں پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام کے بارے میں سوالات کئے۔ ان سوالات کے جوابات اسلام کے پانچ بنیادی اصولوں کے علاوہ ہیں۔ مثلاً حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: **مَا الْاِسْلَامُ قَالَ طِيْبُ الْكَلَامِ وَاِطْعَامُ طَعَامٍ** ''اسلام کیا ہے؟ فرمایا: اچھی بات کرنا' کھانا کھلانا''۔ پھر عرض کیا: **اَیُّ**

؎۶ مسلم حدیث نمبر ۱' ابوداؤد حدیث نمبر ۴۶۹۵' ابن ماجہ حدیث نمبر ۶۳' مسند احمد جلد ۱ ص ۵۱۔ ؎۷ ترمذی حدیث نمبر ۲۶۱۶' ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۹۷۳' مسند احمد جلد ۵ ص ۲۳۱' مسند احمد جلد ۵ ص ۲۳۱' الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۵۱۷' جلد ۳ ص ۵۲۸' درمنثور جلد ۱ ص ۱۴۷۔

اَلْاِسْلَامِ اَفْضَلُ ''کون سا اسلام بہتر ہے''۔ یعنی اسلام میں کون سا کام بہتر ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: **مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ** ۸ ''جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان سلامت رہیں''۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: **اَیُّ الْاِسْلَامِ خَیْرٌ؟ قَالَ: تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ** ۹ ''اسلام کیا عمل بہتر ہے (حضور ﷺ نے) فرمایا: کھانا کھلانا اور (ہر ایک مسلمان کو) سلام کرنا، اُس کو پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو''۔

وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ''اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو''۔ **تتبعوا** اتباع سے بنا ہے بمعنی پیچھے چلنا۔ **خطوات** خطوۃ کی جمع بمعنی دو قدموں کے درمیان کا فاصلہ۔ یہاں اس سے راستہ مراد ہے۔ چونکہ شیطانی راستے بہت ہیں۔ اس لئے جمع فرمایا گیا یعنی شیطان کے پیچھے نہ چلو یا شیطان کے بنائے ہوئے راستے پر نہ جاؤ اور اس کے وسوسوں اور شبہات میں نہ آؤ۔ ۱۰

اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ○ ''بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے''۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ کی خدمتِ عالیہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول (اللہ صلی اللہ علیک وسلم) ہم یہود سے ایسی باتیں سنتے ہیں جو ہم کو اچھی معلوم ہوتی ہیں اگر آپ ﷺ کی رائے ہو تو ہم اُن میں سے بعض باتیں لکھ لیا کریں، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **اَمُتَهَوِّكُوْنَ اَنْتُمْ كَمَا تَهَوَّكَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى، لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِهَا بَيْضَاءَ نَقِيَّةً وَلَوْ كَانَ مُوْسٰى حَيًّا مَا وَسِعَهٗ اِلَّا اتِّبَاعِيْ** ۱۱ ''کیا تم بھی اس حد سے آگے بڑھو گے جس طرح یہود ونصاریٰ بڑھ گئے ہیں۔ میں تو تمہارے واسطے روشن شریعت لایا ہوں اگر موسیٰ علیہ السلام بھی اس وقت زندہ ہوتے تو اُن کو بھی سوائے میری اتباع کے اور کچھ بن نہ پڑتا''۔ **فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ** ○ پھر اگر اس کے بعد بھی پھسلو کہ تمہارے پاس روشن حکم آچکے تو مان لو کہ بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ) زبردست حکمت والا ہے''۔ یعنی اگر تمہارے پاؤں نے لغزش کھائی اور اسلام پر مستقیم نہ رہے تو جان لو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ زبردست ہے۔ بدلہ لینے سے اُس کو کوئی امر مانع نہیں ہے۔ حکیم یعنی حکمت والا ہے، انتقام حق پر لیتا ہے کسی حکمت کی وجہ سے مہلت دے رکھی ہے۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ○ ''کس انتظار میں ہے مگر یہی کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا عذاب آئے چھائے ہوئے بادلوں میں اور فرشتے اُتریں اور کام ہو چکے اور سب کاموں کی رجوع اللہ (عزوجل) ہی کی طرف ہے''۔

الغمام = قال البغوی هو السحاب الابیض الرقیق سمی غماما لانه یغم ای یستر ۱۲ بادل = (علامہ) بغوی (علیہ الرحمہ) کا قول ہے کہ غمام پتلے سفید ابر کو کہتے ہیں کیونکہ غم کا معنی ڈھانک لینا ہوتا ہے اور غمام بھی ڈھک لیتا ہے۔

حضرت مجاہد علیہ الرحمہ کہتے ہیں **هو غیر السحاب ولم یکن الا لبنی اسرائیل فی تیههم** ۱۳ غمام سحاب کے علاوہ ہوتا ہے بنی اسرائیل (مقام) تیہ میں یہی غمام سایہ کئے ہوئے تھا۔ **وَقُضِيَ الْاَمْرُ** ''اور کام ہو چکے''۔ یعنی کفار کے لئے عذاب واجب ہوا اور مؤمنین کے لئے ثواب اور حساب سے فراغت ہو جائے۔ یہ واقعہ قیامت کا ہے۔

---

۸ مسلم حدیث نمبر ۶۴، ۳۶ ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۹۶۲، مسند احمد جلد ۲ ص ۱۱۱، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۶، مرقاۃ جلد ۱ ص ۲۰۰، مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۶۰-۵۴، مسند ابوعوانہ جلد ۱ ص ۶۔
۹ ابوداؤد حدیث نمبر ۵۱۹۴، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۶۲، تلخیص الحبیر جلد ۴ ص ۹۳، ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۲۵۳، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۶۲۹، شرح السنۃ جلد ۶ ص ۳۳۱، بخاری حدیث نمبر ۱۲-۲۸-۶۲۳۶، مسلم حدیث نمبر ۳۹۔ ۱۰ تفسیر نعیمی جلد ۲ ص ۲۶۸۔ ۱۱ مظہری جلد ۱ ص ۲۴۹، مسند احمد جلد ۳ ص ۳۸۷، شرح السنۃ جلد ۱ ص ۲۱۹، کنز العمال حدیث نمبر ۱۰۰۹، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۷۷، مرقاۃ جلد ۱ ص ۳۸۴۔ ۱۲ مظہری جلد ۱ ص ۲۴۹۔ ۱۳ مظہری جلد ۱ ص ۲۴۹۔

درسِ حدیث شریف
بغض وحسد

از قلم: حافظ خلیل احمد یوسفی (معلم جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری گیٹ لاہور)

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عَنِ الزُّبَیْرِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ دَبَّ اِلَیْکُمْ دَآءُ الْاُمَمِ قَبْلَکُمُ الْحَسَدُ وَالْبُغْضَآءُ ھِیَ الْحَالِقَۃُ لَا اَقُوْلُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَلٰکِنْ تَحْلِقُ الدِّیْنَ[۱]

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا: "اگلی اُمتوں کی مہلک بیماری یعنی حسد اور بغض تمہاری طرف آرہے ہیں۔ یہ بالکل صفایا کردینے والی اور مونڈ دینے والی ہے (پھر نبی کریم ﷺ نے اپنا مقصد واضح کرتے ہوئے فرمایا) میرے اس فرمانے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ بالوں کو مونڈنے والی ہے بلکہ یہ بدخصلت اور بُری عادت دین کو مونڈ ڈالتی ہے اور بالکل صفایا کردیتی ہے"۔

رسول کریم ﷺ کا یہ ارشاد مبارک سننے والے وہ عظیم لوگ تھے جنہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہا جاتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ علیم و خبیر کی یہ شہادت قرآنِ مجید میں محفوظ ہے کہ وہ ایک دوسرے پر شفیق اور مہربان ہیں رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ (یعنی آپس میں نرم) کے کلمات اُن کی محبت کی داستانوں کا عنوان ہیں۔ ایک دوسرے سے ایسی محبت اور مہربانی کرنے والے کہ جیسی باپ بیٹے میں ہو اور یہ محبت اس حد تک پہنچ گئی کہ جب ایک مومن دوسرے کو دیکھے، فرطِ محبت سے مصافحہ اور معانقہ کرے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے خاص کرم اور مہربانی سے اُن کے دل ملا دیئے اور وہ عظیم لوگ جن سے اِسلام کو حُسن حاصل ہوا، اپنے پرانے جھگڑوں کو بھلا کر بھائی بھائی ہوگئے فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا[۲] سورۂ آل عمران کے اِن کلمات میں ربّ کائنات نے فرمایا کہ "ہم نے تمہارے دِلوں میں ملاپ کردیا تو اُس کے فضل وکرم اور مہربانی سے آپس میں بھائی بھائی ہوگئے"۔

اَوس وخزرج کے قبائل جو حسد ونفرت اور بغض وکینہ کے ناپاک ہتھیاروں سے لیس ایک سو بیس سال سے جنگ وجدال میں مصروف تھے۔ سیّد کائنات ﷺ کے ذریعے اللہ تبارک وتعالیٰ نے جنگجو قبائل اور اقوام کو شیر وشکر کردیا۔ دِلوں سے حسد وبغض، کینہ اور دیرینہ دشمنیاں ختم ہوگئیں۔

قرآنِ مجید کی اِن واضح شہادتوں سے معلوم ہوا کہ جہاں تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تعلق ہے اُن کے دل ایک دوسرے کی محبت اور اُلفت سے بھر دیئے گئے اور اُن میں باہم بغض وحسد کا نام ونشان بھی نہ تھا۔ اِس لئے اِس حدیث شریف دَبَّ اِلَیْکُمْ دَآءُ الْاُمَمِ قَبْلَکُمُ الْحَسَدُ وَالْبُغْضَآءُ "یعنی اَگلی اُمتوں کی مہلک بیماری حسد وبغض تمہاری طرف چلی آرہی ہے" کا منشاء یہی ہوسکتا ہے کہ بعد کے اَدوار میں بغض وحسد کی جو مہلک بیماری مسلمانوں میں آنے والی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے اُمت کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے عطا کردہ علوم غیبیہ کی روشنی میں خبردار کردیا کہ حسد وبغض کی جس مہلک بیماری نے اَگلی بہت سی اُمتوں کے دین اور ایمان کو برباد کیا ہے وہ میری اُمت کی طرف آرہی ہے۔ لہٰذا اللہ تبارک وتعالیٰ کے بندے ہوشیار رہیں اور اس لعنت سے اپنے دِلوں اور سینوں کی حفاظت کی فکر کریں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا: کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا وَکَادَ الْحَسَدُ اَنْ یَّغْلِبَ الْقَدْرَ[۳] "فقیری قریب ہے کہ کفر ہو جائے (یعنی فقیر کبھی اللہ تبارک وتعالیٰ پر اعتراض کردیتا ہے کہ مجھ

---

۱ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۰۳۹، مسند احمد جلد ۱ ص ۱۶۵۔۱۶۷، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱۰ ص ۲۳۲، مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۳۰، الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۴۲۵، شرح السنۃ جلد ۶ ص ۳۳۰، نصب الرایۃ جلد ۴ ص ۳۵۵، مصنف عبد الرزاق حدیث نمبر ۱۹۴۳۸۔ ۲ آل عمران: ۱۰۳۔ ۳ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۰۵۱، مرقاۃ جلد ۹ ص ۲۵۰، کنز العمال حدیث نمبر ۱۶۶۸۲۔

پر ظلم کیا یہ کہ مجھے فقیر کر دیا۔ کبھی لوگوں سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی شکایت کرتا ہے کبھی مال حاصل کرے اور اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اِسلام چھوڑ کر دوسرے مذہب میں داخل ہو جاتا ہے' اپنے دین کو فروخت کر ڈالتا ہے۔ کبھی رضا بالقضاء کے عقیدہ سے منہ موڑ لیتا ہے۔ یہ سب کفر یا سبب کفر ہیں۔ اُمیری کے فتنوں سے غریبی کے فتنے زیادہ ہیں۔ خیال رہے کہ فقر مع صبر اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت ہے جس کے متعلق نبی کریم ﷺ کا اِرشادِ مبارک ہے: اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ ۔ فقیر صابر کو غنی شاکر سے افضل مانا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے جیسے فرمایا ہے کہ فقیری قریب ہے کہ کفر ہوجائے)۔ اِسی طرح فرمایا: کَادَ الْحَسَدُ اَنْ یَّغْلِبَ الْقَدْرَ "قریب ہے کہ حسد تقدیر پر غالب آجائے" (یعنی قریب ہے کہ حسد تقدیر کو بدل دے کیونکہ حاسد خود محسود کی تقدیر بدلنا چاہتا ہے اُس کی نعمت کا زوال چاہتا ہے مگر اُس کا کچھ نہیں بگڑتا جبکہ حاسد کو ملی ہوئی نعمتیں زائل ہو جاتی ہیں کبھی حسد بھی کفر تک پہنچا دیتا ہے۔ اِس لئے حسد کو فقیری کے ساتھ بیان فرمایا شیطان بھی حسد کر کے کافر ہوا)

حاسد خود اپنے اعمال کی سزا پاتا ہے بکر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی حاکم وقت کو روز نصیحت کرتا کہ نیکوں کے ساتھ نیکی کرو۔ حاکم وقت اُس کو اپنا دوست سمجھتا تھا۔ ایک دن کسی نے اُس شخص کے متعلق حاکم وقت سے کہا یہ کہتا ہے کہ تمہارے منہ سے بدبو آتی ہے۔ حاکم وقت نے اُس کی تصدیق چاہی تو شکایت کرنے والے نے کہا جب وہ شخص آپ کے پاس آئے گا تو بدبو کی وجہ سے اپنے منہ اور ناک پر ہاتھ رکھ لے گا۔ اِس کے بعد شکایت کرنے والے نے مذکورہ شخص کو لہسن کھلایا۔ لہسن کی وجہ سے منہ سے بو آنے لگی جب وہ شخص حاکم وقت کے پاس آیا تو اُس شخص نے اپنے منہ اور ناک پر ہاتھ رکھ لیا کہ کہیں بادشاہ کو لہسن کی بو نہ آجائے۔ بادشاہ کو حاسد کی بات کا یقین ہو گیا۔ چنانچہ اُس نے اپنے وزیر کو لکھا کہ اِس آدمی کو قتل کر دیا جائے۔ پیغام پر اپنی مہر لگا دی۔ جب یہ شخص بادشاہ سے مل کر آیا تو جس نے شکایت کی تھی وہ اُسے ملا پوچھا' بادشاہ نے کیا عنایت کیا ہے۔ کہنے لگا' انعام وخلعت کا حکم دیا گیا ہے۔ حاسد نے مُہر شدہ پیغام اُس سے چھین لیا اور جس وزیر کے پاس جانے کے لئے کہا تھا' حاسد خود ہی وہاں مہر شدہ پیغام لے گیا۔ جب لفافہ کھولا گیا تو اُس میں قتل کا حکم تھا۔ وزیر نے کہا اِس میں تمہارے قتل کا حکم ہے۔ حاسد نے کہا یہ حکم میرے لئے نہیں بلکہ اُس شخص کے لئے ہے۔ آپ بادشاہ سے دریافت کرلیں۔ وزیر نے کہا کہ اَحکامات شاہی دوبارہ دریافت طلب نہیں ہوتے' یہ بادشاہ کی بے ادبی ہے۔ چنانچہ اُس شخص کو قتل کر دیا گیا۔ وہ نیک مرد اگلے دن حسبِ معمول پھر آیا۔ بادشاہ کو دیکھ تعجب ہوا اور دریافت کیا کہ کل کا لفافہ کہاں گیا؟ اُس نے پورا واقعہ سنا دیا' بادشاہ نے پوچھا تم نے اپنے ناک اور منہ پر ہاتھ کیوں رکھا تھا؟ جواب دیا کل اُسی شخص نے مجھے لہسن کھلا دیا تھا مجھے خیال ہوا کہ کہیں آپ کو لہسن کی بو بُری نہ معلوم ہو۔ بادشاہ نے کہا تم صحیح کہتے ہو' حاسد کو اُس کے حسد کی سزا مل گئی۔ [۴]

حضرت محمد بن سرین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں کبھی حسد نہیں کرتا اِس لئے کہ اگر کوئی آدمی دنیا سے محبت کرتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول کریم ﷺ سے باغی ہے تو وہ دوزخی ہے۔ میرے حسد کرنے کی ضرورت نہیں اور اگر وہ جنتی ہے تو میرے حسد کرنے کی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمتیں جو اُس پر ہو رہی ہیں وہ بند نہیں ہوسکتیں اور وہ ضرور جنت میں جائے گا۔ [۵]

حسد علم کی نفی کرتا ہے اور حاسد عالم کہلانے کا حق دار نہیں۔ عالم ربانی وہ ہوسکتا ہے جس کے دِل میں دوسروں کے متعلق حسد نہ ہو۔ علم حسد کی نفی کرتا ہے۔ صاحب علم اگر قرآن مجید میں' اللہ تبارک وتعالیٰ کے اِس فرمان کو کہ وَفَوْقَ كُلِّ ذِىْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ۝ [۶] "اور ہر علم والے سے بڑا ایک علم والا ہے"۔ سمجھ لے تو حسد سے نجات حاصل ہوسکتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین ایسے علم والے تھے کہ علم کے باوجود اپنے سے بڑھ کر علم والے کے پاس جاتے تھے بلکہ علم حدیث شریف کے لئے دور دور

[۴] کیمیائے سعادت (باب حسد)۔ [۵] ایضاً۔ [۶] یوسف:۷۶۔

کا سفر کرتے تھے۔

حضرت کثیر بن قیس رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں دمشق کی مسجد میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی آپ کے پاس آیا اور کہا' اے ابو درداء رضی اللہ عنہ میں رسول کریم ﷺ کے شہر مدینہ منورہ سے آپ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا ہوں' مجھے خبر ملی ہے کہ آپ رسول کریم ﷺ سے ایک حدیث شریف بیان کرتے ہیں' اُس شخص نے کہا' میں اِس کے سوا اور کسی کام کے لئے نہیں آیا۔ چنانچہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوا سنا ہے کہ جو تلاشِ علم کرتے ہوئے کوئی راہ طے کرے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُسے بہشت کی راہوں سے کوئی راہ چلائے گا اور بے شک فرشتے طالب علم کی رضا کے لئے پَر بچھاتے ہیں۔ یقیناً عالم کے لئے آسمانوں اور زمین کی چیزیں اور پانی میں مچھلیاں دعائے مغفرت کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں شب کے چاند کی فضیلت سارے ستاروں پر ہے۔ اور علماء کرام انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں۔ پیغمبروں علیہم السلام نے کسی کو دینار و درہم کا وارث نہ بنایا۔ اُنہوں نے صرف علم کا وارث بنایا تو جس نے علم اختیار کیا اُس نے پورا حصّہ لیا۔ ے

اِس حدیث شریف میں جس طالب علم کا ذکر ہے جو مدینہ منورہ سے علم حدیث حاصل کرنے کے لئے شام پہنچا تھا۔ اُس طالب علم نے متنِ حدیث شریف سن لیا تھا مگر اس شوق سے دمشق میں آئے کہ صحابی رضی اللہ عنہ کے منہ سے سنوں تا کہ برکت اور زیادتی یقین حاصل ہو۔ اپنے سے بڑھ کر علم والے کی زیارت کرنے کے لئے سفر کرنا بزرگوں کا طریقہ ہے بلکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی سُنّت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے سے بڑھ کر علم رکھنے والے کی زیارت کرنے اور اُس علم سے آگاہی حاصل کرنے کیلئے بہت دور دراز کا سفر کر کے حضرت خضر علیہ السلام کے پاس تشریف لے گئے۔ اپنے عمل مبارک سے سمجھایا اور بتایا کہ اپنے سے زیادہ علم والے سے حسد نہ کرنا بلکہ اُس کی زیارت کرنے اور اُس زائد علم کے بارے میں آگاہی حاصل کرنا طریقہ انبیاء کرام علیہم السلام ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا ہے' اللہ جل مجدہ الکریم ہمیں دوسروں پر حسد کرنے سے بچائے اور نورِ علم عطا فرمائے تا کہ حسد کی لعنت سے بچ جائیں۔ آمین!

ے مسند احمد جلد ۵ ص ۱۹۶' ترمذی حدیث نمبر ۲۶۸۲' ابوداؤد حدیث نمبر ۳۶۴۱' ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۲۳' دارمی حدیث نمبر ۳۴۲' کنز العمال حدیث نمبر ۲۸۷۴۶' مرقاۃ جلد ۱ ص ۴۲۶

ماهانه و هفته وار تعلیمی وتربیتی اجتماع

ہر انگریزی ماہ کی پہلی اتوار' عقائد کی پختگی اور اعمال کی درستگی کی تحریک پیدا کرنے کے لئے جامع مسجد نگینہ' A-977' بلاک بی III' گجر پورہ سکیم لاہور میں تشریف لائیں۔

﴿خواتین کے لئے باقاعدہ پردے کا انتظام ہوتا ہے﴾

وقت: 11:00 تا نماز ظہر 3:00 بجے

خصوصی بیان اور دُعا کے بعد' تمام حضرات وخواتین کی خدمت میں لنگر شریف پیش کیا جاتا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم اور نبی کریم ﷺ کی عنایت سے ہر جمعرات کو بعد از نماز عشاء جامع مسجد نگینہ' A-977' بلاک بی III' گجر پورہ سکیم لاہور میں دینی بھائیوں کو دعوت وتبلیغ کا طریقہ کار سکھانے کیلئے تربیتی وتعلیمی اجتماع ہوتا ہے آپ تمام محبان اسلام اور عشاقانِ مصطفیٰ ﷺ کو شرکت کی دعوت ہے۔

خصوصی بیان: منیر احمد یوسفی (ایم-اے) مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور

الداعی الی الخیر: انجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) پنجاب, 042-6823128,0300-4274936

بخاری شریف پڑھیے
بحوالہ
تیسیر الباری

(ادارہ)

خبرِ غیب:

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمُ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَدْلًا فَیَکْسِرَ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلَ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعَ الْحَرْبَ وَیَفِیْضَ الْمَالُ حَتّٰی لَا یَقْبَلَہٗ اَحَدٌ حَتّٰی تَکُوْنَ السَّجْدَۃُ الْوَاحِدَۃُ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا ثُمَّ یَقُوْلُ اَبُوْھُرَیْرَۃَ: وَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتَابِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ وَیَوْمَ الْقِیَامَۃِ یَکُوْنُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا [۱] ''قسم ہے اُس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ زمانہ قریب ہے جب (حضرت) مریم (علیہا السلام) کے بیٹے (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) تم میں نازل ہوں گے۔ درآں حالیکہ وہ منصف حاکم ہوں گے۔ وہ صلیب کو توڑ کر پھینک دیں گے (تثلیث کو باطل کردیں گے)۔ سؤر کو قتل کردیں گے۔ جزیہ ختم کردیں گے۔ اُس وقت مال و زر بہت پھیل جائے گا۔ اور کوئی بھی قبول نہیں کرے گا۔ ایک سجدہ دنیا وما فیھا سے بہتر ہوگا۔ (حضرت) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ حدیث شریف پڑھ کر فرماتے تھے اگر تم چاہو تو (سورۃ النساء کی) یہ آیت (مبارکہ) پڑھو۔ (جو اِس حدیث شریف کی تائید کرتی ہے) کوئی کتاب والا ایسا نہ ہوگا جو اُن (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کی وفات سے پہلے اُن پر ایمان نہ لائے گا اور وہ (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) قیامت کے دن اُن پر گواہی دیں گے''۔ الف

الف: گویا اس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ قیامت کے قریب جو یہود اور نصاریٰ ہوں گے اور عیسیٰ علیہ السلام اُن کے زمانہ میں اتریں گے تو وہ اپنی موت سے بیشتر اُن پر ایمان لائیں گے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی منقول ہے لیکن ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بہ سندِ صحیح روایت کیا کہ یہ آیت عام ہے ہر اہل کتاب کو شامل ہے، خواہ کسی زمانے میں ہوں یا معنی یہ ہیں کہ مرتے وقت اُن کو بتلایا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اُس کے رسول تھے جیسے مسلمانوں کا اعتقاد ہے، اُس وقت وہ ایمان لاتے ہیں لیکن ایسے وقت کا ایمان کچھ مفید نہیں۔ اِس حدیث شریف سے صاف اُس شخص کا جھوٹا ہونا نکلتا ہے جو ملکِ ہند میں موضع قادیان میں پیدا ہوا ہے اور اپنے تئیں عیسیٰ کہتا ہے نہ وہ حاکم ہوا، نہ اُس نے جزیہ موقوف کیا بلکہ خود نصاریٰ کا محکوم اور دست نگر ہے''۔ (تیسیر الباری جلد۴ص۵۰۵ من وعن)

غیر مقلدین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا انکار کرتے ہیں۔ لیکن اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب نہ مانیں تو ختم نبوت کا عقیدہ درست ثابت نہیں ہوتا کیونکہ ختم نبوت کی تمام اَحادیثِ مبارکہ علم غیبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشن اَحادیثِ مبارکہ ہے۔ بعض غیر مقلدین ایسی احادیث مبارکہ کو پیش گوئی سے تعبیر کرتے ہیں اور بعض خبر مستقبلہ لکھتے ہیں لیکن خبر غیب یا علم غیب ماننے اور لکھنے سے گریز کرتے ہیں۔ اِن لوگوں کو اللہ (عزوجل) سمجھ عطا فرمائے کہ خبر مستقبلہ اور پیش گوئی بھی تو آئندہ کی 'غدا' کی خبر ہوتی ہے۔ اور مستقبل کی جو خبریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائی ہیں، وہ سب علم غیب اور خبر غیب ہی کہلاتی ہیں۔ کسرِ صلیب سے مراد نصرانیت کو ختم کرنا ہے اور ساری دُنیا میں صرف ایک دین اسلام رہ جائے گا۔

[۱] بخاری جلد۱ص۴۹۰، تیسیر الباری جلد۴ص۵۰۵، تفہیم البخاری جلد۵ص۳۲۰، ترمذی حدیث نمبر۲۲۳۳، مسند احمد جلد۲ص۵۳۸، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۱ص۲۴۴، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر۲۰۸۴۰، کنزالعمال حدیث نمبر۳۸۸۴۳۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو قبول نہیں کریں گے اور اُن کے نزول سے قبل جزیہ باقی رہے گا۔ کیونکہ ہم مال کے محتاج ہیں اور آپ کے نزول کے بعد مال کی کثرت کے باعث مال کی احتیاج نہ رہے گی اور جزیہ ختم ہو جائے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی برکت سے عدل و انصاف کے سبب برکات نازل ہوں گی اور خیرات کی بارشیں ہوں گی۔ اُس وقت زمین اپنے خزانے باہر نکال دے گی اور قیامت کے قرب کے باعث لوگوں کی مال و دولت کی طرف رغبت نہ رہے گی اور ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔ کیونکہ اُس زمانہ میں قربِ الٰہی صدقات و خیرات سے نہ ہوگا' صرف عبادات سے ہی قربِ الٰہی حاصل ہوگا۔ لوگوں کے حال کی اِصلاح ہوگی' اُن کا ایمان مضبوط ہوگا۔ اُن کا مطمعِ نگاہ صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت ہوگا اور وہ ایک رکعت کو ساری دنیا کے حصول پر ترجیح دیں گے۔ نماز کثرتِ صدقہ سے بہتر ہوگی۔ سجدہ سے مراد ایک رکعت ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول میں کیا حکمت ہے اور اِس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کیا خصوصیت ہے؟۔ اِس کا جواب یہ ہے آپ کے نزول میں یہودیوں کا رد ہے کیونکہ اُنہوں نے کہا تھا کہ اُنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا ہے۔ (نعوذ باللہ) تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن کی تکذیب بیان فرمائی ہے کہ اُنہوں نے قتل نہیں کیا بلکہ وہ اُن کو (یعنی یہودیوں کو) قتل کریں گے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اُس وقت اُن کی موت کا وقت قریب ہوگا۔ اِس لئے وہ زمین پر اُتریں گے تاکہ اُس میں دفن ہوں کیونکہ جو مٹی سے پیدا ہوتے ہیں وہ مٹی کے سوا کسی دوسرے مکان میں فوت نہیں ہوئے۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کی صفات کی سماعت کی تو اُنہیں شوق ہوا کہ وہ بھی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اُمت کا فرد بنیں' اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن کی دُعا قبول فرمائی۔ حتیٰ کہ وہ آخر زمانے میں تشریف لائیں گے اور اِسلام کے اُمور کی تجدید کریں گے اُن کے زمانے میں دجّال کا خروج ہوگا وہ اُس کو قتل کریں گے۔ چوتھا جواب یہ ہے کہ آسمان سے نزول کے سبب نصاریٰ کی تکذیب کریں گے اور اُن کے باطل دعووں کے بطلان کا اظہار کریں گے کہ اُنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا ہے۔ (عمدۃ القاری' کرمانی اور فتح الباری باختصار تفہیم البخاری جلد۵ ص۳۲۲)

خبرِ غیب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد مبارک ہے:۔ **كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ** [۲] ''تمہاری اُس وقت کیا شان ہوگی جبکہ تمہارے درمیان (حضرت) ابن مریم (علیہ السلام) نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا''۔

''یعنی امام مہدیؑ امام ہوں گے۔ وہی نماز کی اِمامت کریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُن کی اقتداء کریں گے۔ بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تم میں سے ہو کر اِمامت کریں گے' مذہب اِسلام کی پیروی کریں گے اور شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر چلیں گے''۔ (تیسیر الباری جلد۴ ص۵۰۶ من وعن)

شرح:

اِمام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''کتاب الایمان'' میں یہ حدیث ذکر کی ہے کہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی کیفیت یہ ہوگی کہ آپ ہلکے زرد رنگ کی چادریں پہنے ہوئے دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے' سفید مینار کے پاس شرقی دمشق کے دروازہ پر نزول فرمائیں گے۔ جب سر نیچا کریں گے تو موتیوں کی طرح قطرے ٹپکتے نظر آئیں گے آپ کے پاس یہودی آ کر کہیں گے ہم آپ کے اصحاب ہیں آپ اُنہیں فرمائیں گے تم جھوٹ

[۲] بخاری جلد۱ ص۴۹۰' مسند ابو عوانہ جلد۱ ص۱۰۶' قرطبی جلد۲ جزء۴ حدیث نمبر۱۰۱' جلد۸ جزء۱۶ حدیث نمبر۱۰۶' شرح السنۃ جلد۷ ص۴۵۶۔

بولتے ہو۔ نصاریٰ بھی اسی طرح کہیں گے۔ آپ فرمائیں گے میرے اصحاب مہاجرین ہیں جو جنگ سے بچ نکلے ہیں۔ آپ اُن کے خلیفہ کو دیکھیں گے کہ وہ اُنہیں نماز پڑھا رہے ہیں، آپ پیچھے ہو جائیں گے اور اُسے فرمائیں گے اللہ تبارک وتعالیٰ آپ سے راضی ہے، میں تو صرف وزیر بن کر آیا ہوں، امیر بن کر نہیں آیا ہوں۔ آپ کے تشریف لاتے ہی امارت ختم ہو جائے گی۔ نیز کعب احبار نے کہا دجّال مومنوں کا بیت المقدس میں محاصرہ کئے ہوئے ہوگا۔ لوگوں کو سخت بھوک پیاس لگے گی حتیٰ کہ وہ اپنی کمانوں کی رسیاں کھانے لگیں گے وہ اسی حال میں ہوں گے کہ وہ صبح کے اندھیرے میں ایک بلند آواز سنیں گے اور وہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہوں گے نماز قائم ہوگی مسلمانوں کا امام متاخر ہوگا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے آپ آگے امامت کے لئے مصلّٰی پر تشریف لائیے! چنانچہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے گا۔ پھر اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی امام ہوں گے اور وہ شخص حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیثِ مبارکہ میں ہے کہ آپ اذان واقامت کے درمیان نزول فرمائیں گے اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کی مرفوع روایت میں ہے کہ مسلمان بیت المقدس میں محصور ہوں گے۔ اُس وقت عورتیں ایک لاکھ ہوں گی اور بائیس ہزار مجاہد مرد ہوں گے۔ اچانک اُن کو بادل ڈھانپ لے گا۔ صبح کے وقت بادل کھلے گا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُن میں موجود ہوں گے۔ مسلم میں حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد زمین میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مدتِ اقامت سات سال ہوگی۔ ابو نعیم نے کتاب الفتن میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اُس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام شادی کریں گے اور اُنیس سال زمین میں اقامت فرمائیں گے۔ اسی اسناد سے اُنہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپ زمین میں چالیس سال اقامت کریں گے۔ احمد اور ابو داؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ عبدالرحمٰن بن آدم کے طریق سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح مرفوع روایت کی ہے۔ کعب سے روایت ہے کہ آپ لوگوں میں چوبیس سال اقامت کریں گے۔ اُن میں سے دس سال لوگوں کو جنت میں درجات کی تفصیلات بیان کریں گے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم میں نکاح کریں گے اور آپ کی اولاد ہوگی اور اُنیس سال اقامت کریں گے۔ یزید بن ابی حبیب سے روایت ہے کہ آپ قبیلہ ازد کی عورت سے نکاح کریں گے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ آپ خدا نہیں ہیں۔ ایک روایت کے مطابق آپ شادی کریں گے۔ آپ کی اولاد بھی ہوگی اور پینتالیس سال اقامت کریں گے، پھر فوت ہوں گے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر میں مدفون ہوں گے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین میں صرف سات برس ٹھہریں گے۔ آپ کے دو صاحبزادے محمد اور موسیٰ ہوں گے۔ آپ کے زمانہ میں کوئی امام، قاضی اور مفتی نہ ہوگا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ علم کو قبض کرے گا۔ لوگ علم سے خالی ہوں گے۔ جب آپ نازل ہوں گے تو اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو شریعت کا علم عطا فرمائے گا تاکہ لوگوں میں فیصلے کریں اور سب مومن جمع ہو کر آپ کو حاکم تسلیم کریں گے جبکہ اُن کے سوا کوئی اس کے لائق نہ ہوں گے۔ (عینی باختصار)

قولہ اِمَامُکُمْ مِنکُمْ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا جائے گا کہ آپ ہمیں نماز پڑھائیں تو آپ اس اُمّت کے احترام واعزاز کے طور پر فرمائیں گے تم میں سے ہی بعض امام ہوں گے۔ ابنِ جوزی نے کہا اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بحیثیت امام، امامت کے لئے آگے ہوں تو دِلوں میں اُن خطرات کو راہ ملے گی کہ آپ متشرع نبی ہیں، اس لئے وہ مقتدی کی حیثیت سے نماز پڑھیں گے۔ تاکہ شبہ کے غبار سے **لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ** کا روئے

(باقی صفحہ نمبر ۲۰ کالم نمبر ۱ پر ملاحظہ فرمائیں)

رسولِ کریم ﷺ فرماتے ہیں

(ادارہ)

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا:

مَامِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيْهِ اِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُوْلُ اَحَدُهُمَا اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَيَقُوْلُ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا ۱

''کوئی دن نہیں جس میں لوگ صبح کرتے ہیں مگر دو فرشتے اُترتے ہیں' اُن میں سے ایک تو کہتا ہے' اے اللہ (جل جلالک) سخی (یعنی خرچ کرنے والے) کو اچھا عوض (بدلہ) عطا فرما (اُسے اور عطا فرما) اور دوسرا کہتا ہے یا اللہ (جل جلالک) بخیل (کنجوس) کے مال کو ہلاک و برباد کردے''۔

یعنی سخی کے لئے دُعا اور بخیل کے لئے بددُعا روزانہ فرشتوں کے منہ سے نکلتی ہے۔ جو یقیناً قبول ہے۔

ایک درہم کی اہمیت:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:۔ **لَاَنْ يَّتَصَدَّقَ الْمَرْءُ فِيْ حَيٰوتِهٖ بِدِرْهَمٍ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّتَصَدَّقَ بِمِائَةٍ عِنْدَ مَوْتِهٖ** ۲ ''بندے کا اپنی زندگی میں ایک درہم (اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں) خرچ کرنا' موت کے وقت سو درہم خرچ کرنے سے بہتر ہے''۔

مطلب یہ کہ تندرستی میں تھوڑا مال خیرات کرنا مرتے وقت کے بہت مال کی خیرات سے بہتر ہے کیونکہ تندرستی کی خیرات میں نفس پر جہاد ہے اور مرتے وقت کی خیرات میں اپنا نقصان نہیں بلکہ اپنے وارثوں کو نقصان پہنچانا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں اخلاص دیکھا جاتا ہے تو تندرستی کی زندگی میں ایک درہم خرچ کرنا' موت کے وقت سو درہم سے افضل ہے کہ موت سے زندگی کی آس ٹوٹ جاتی ہے۔

سخی اور بخیل میں فرق:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا:

اَلسَّخِيُّ قَرِيْبٌ مِّنَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْجَنَّةِ قَرِيْبٌ مِّنَ النَّاسِ بَعِيْدٌ مِّنَ النَّارِ وَالْبَخِيْلُ بَعِيْدٌ مِّنَ اللّٰهِ بَعِيْدٌ مِّنَ الْجَنَّةِ بَعِيْدٌ مِّنَ النَّاسِ قَرِيْبٌ مِّنَ النَّارِ وَلَجَاهِلٌ سَخِيٌّ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ عَابِدٍ بَخِيْلٍ ۳

''سخی اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے قریب' جنت کے قریب' لوگوں کے قریب اور (دوزخ کی) آگ سے دور ہوتا ہے' (اس کے برعکس) بخیل (انسان) اللہ (عزوجل) سے دُور' جنت سے دُور' لوگوں سے دُور اور (دوزخ کی) آگ کے قریب ہوتا ہے اور البتہ بخیل عابد سے جاہل سخی اللہ (تبارک وتعالیٰ) کو زیادہ پیارا ہے''۔

مال کی سخاوت انجام بخیر کا ذریعہ ہے۔ سخی سے مخلوق خود بخود راضی رہتی ہے حکیم اہلسنّت مفتی احمد یار خان رحمہ اللہ تعالیٰ ایک حکایت نقل کرتے ہیں:۔

کسی عالم سے پوچھا گیا کہ سخاوت بہتر ہے یا شجاعت فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ جسے سخاوت دے اُسے شجاعت کی کیا ضرورت ہے۔ لوگ خود بخود سخی کے سامنے چت ہو جائیں گے۔ (مرآۃ جلد۳ ص۷۴ حاشیہ نمبر۲)

---

۱ بخاری حدیث نمبر۱۴۴۲' مسلم حدیث نمبر۱۰۱۰' مشکوٰۃ حدیث نمبر۱۸۶۰' مرقاۃ جلد۴ ص۳۱۷' مسند احمد جلد۲ ص۳۰۵' الترغیب والترہیب جلد۲ ص۴۸' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص۱۸۷' شرح السنۃ جلد۳ ص۴۱۳' قرطبی جلد۱ جز۱ حدیث نمبر۲۵۳' کنز العمال حدیث نمبر۱۹۸۵۔ ۲ مشکوٰۃ حدیث نمبر۱۸۷۰' مرقاۃ جلد۴ ص۳۴۴' ابوداؤد حدیث نمبر۲۸۶۶' الترغیب والترہیب جلد۴ ص۳۳۰' قرطبی جلد۱ جز۲ حدیث نمبر۱۷۱' کنز العمال حدیث نمبر۴۶۰۸۴۔ ۳ مشکوٰۃ حدیث نمبر۱۸۶۹' مرقاۃ جلد۴ ص۳۴۳' ترمذی حدیث نمبر۱۹۶۱' الترغیب والترہیب جلد۳ ص۳۸۱' مجمع الزوائد جلد۷ ص۱۲۷۔

کنجوس وسخی کی کہاوت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَثَلُ الْبُخِيْلِ وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُنَّتَانِ مِنْ حَدِيْدٍ قَدِ اضْطُرَّتْ اَيْدِيْهِمَا اِلٰى ثُدِيِّهِمَا وَتَرَاقِيْهِمَا فَجَعَلَ الْمُتَصَدِّقُ كُلَّمَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ انْبَسَطَتْ عَنْهُ وَجَعَلَ الْبَخِيْلُ كُلَّمَا هَمَّ بِصَدَقَةٍ قَلَصَتْ وَاَخَذَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ بِمَكَانِهَا ۴ ''بخیل اور صدقہ کرنے والے کا حال اُن دو اشخاص کی طرح ہے جن پر لوہے کی دو زرہیں ہوں جنہوں نے اُن دونوں کے ہاتھ اُن کے سینوں اور گلے سے باندھ دیئے ہوں۔ اُن میں سے ایک نے تو صدقہ کرنا شروع کیا جیسے جیسے وہ صدقہ کرتا گیا اُسی قدر اُس کی زرہ ڈھیلی اور فراخ ہوتی گئی اور بخیل نے جب خیرات کا ارادہ کیا تو وہ زرہ اُس پر اور تنگ ہوتی گئی اور اُس کی ہر کڑی اور حلقہ اپنی جگہ اور سخت ہوتا گیا''۔

جس طرح زرہ انسان کے جسم کو چمٹی ہوتی ہے ایسے ہی مال کی محبت انسان کے دل کو چمٹی ہوتی ہے۔ سخی اور خیرات کرنے والا انسان جب صدقہ وخیرات کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اُس کے لئے اُس کا سینہ فراخ اور کشادہ ہو جاتا ہے۔ اُس کے ہاتھ اُس کی موافقت اور طاعت اختیار کرتے ہوئے عطا اور سخاوت کرنے کی طرف دراز ہو جاتے ہیں۔ اِس کے برعکس کنجوس کا سینہ صدقہ کے اِرادہ سے ہی تنگ ہونے لگتا ہے تو اُس کے ہاتھ دراز ہونے کی بجائے تنگ ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔

بڑے اجر وثواب والا صدقہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کون سا صدقہ افضل ہے؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَنْ تَصَدَّقَ وَاَنْتَ صَحِيْحٌ شَحِيْحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَامَلُ الْغِنٰى وَلَا تُمْهِلُ حَتّٰى اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ ۵ ''تیرا اِس حال میں صدقہ کرنا کہ تو صحیح اور تندرست ہو (تیرے اندر مال کی خواہش موجود ہو) تمہیں فقر و محتاجی کا ڈر ہو اور تو دولت مند بننے کا اُمیدوار ہو۔ اور (صدقہ کرنے میں اِس حالت تک) دیر نہ کر یہاں تک کہ تیری جان گلے میں پہنچے تو اُس وقت کہنے لگے کہ فلاں کے لئے اتنا مال ہے' فلاں کے لئے اتنا مال حالانکہ اب تو فلاں کا ہو چکا''۔

تندرستی کا ہر صدقہ افضل ہے کیونکہ اُس وقت خود اپنے آپ کو بھی مال کی ضرورت ہوتی ہے اور ایسی حالت میں دین یا غرباء و مساکین کو مقدم رکھنا بڑی ہمت کی بات ہے اور اُس وقت بارگاہ الٰہی میں بھی بڑی قدر ہے۔ شیطان بھی اُسی وقت بہکاتا ہے۔ شیخ محقق حضرت عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات میں لکھتے ہیں' فلاں اوّل اور فلاں ثانی سے مراد وہ شخص ہے جن کے لئے مرنے والا وصیّت کرتا ہے اور فلاں آخیر سے مراد وارث ہے یعنی مرنے کے وقت تو وہ مال وارث کا ہو جاتا ہے۔

حکیم اہلسنّت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں۔

توشۂ اعمال اپنا ساتھ لے جاؤ ابھی
کون پیچھے قبر میں بھیجے گا سوچو تو سہی
بعد مرنے کے تمہیں اپنا پرایا بھول جائے
فاتحہ کو قبر پر پھر کوئی آئے یا نہ آئے

سخی لمبے ہاتھ والا ہوتا ہے:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض ازواج مطہرات (رضی اللہ عنہن) نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: ہم

۴ بخاری حدیث نمبر ۱۴۴۳' مسلم حدیث نمبر ۱۰۲۱' مسند احمد جلد ۲ ص ۲۵۶' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۸۶۴' مرقاۃ جلد ۴ ص ۳۱۹' شرح السنۃ جلد ۳ ص ۴۱۲' قرطبی جلد ۵ جز ۱۰ حدیث نمبر ۲۵۰۔ ۵ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۸۶۷' مرقاۃ جلد ۴ ص ۳۲۱' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۱۹۰' ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۷۰۶' الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۲۹' شرح السنۃ جلد ۳ ص ۴۲۳' بخاری حدیث نمبر ۱۴۱۹' مسلم حدیث نمبر ۱۰۳۲' نسائی حدیث نمبر ۲۴۵۲' مسند احمد جلد ۲ ص ۲۳۱۔

میں سے کون (بی بی ہے جو) سب سے پہلے آپ (ﷺ) کو ملے گی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اَطْوَلُکُنَّ یَدًا فَاَخَذُوْا قَصْبَۃً یَّذْرَعُوْنَھَا وَکَانَتْ سَوْدَۃُ اَطْوَلَھُنَّ یَدًا فَعَلِمْنَا بَعْدُ اَنَّمَا کَانَ طُوْلُ یَدِھَا الصَّدَقَۃَ وَکَانَتْ اَسْرَعَنَا لُحُوْقًا بِہٖ زَیْنَبُ وَکَانَتْ تُحِبُّ الصَّدَقَۃَ ۶

''جس کا ہاتھ سب سے زیادہ لمبا ہے' اُنہوں نے ہاتھوں کی پیمائش کے لئے ایک بھانس (چھڑی' کانا) لیا۔ (اُمّ المؤمنین حضرت) سودہ (رضی اللہ عنہا) کے ہاتھ لمبے اور دراز تھے۔ لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ ہاتھ کی درازی سے مراد صدقہ وخیرات ہے اور آپ (ﷺ کے وصال مبارک کے بعد) آپ (ﷺ) کے ساتھ ملنے والی سب سے زیادہ جلدی کرنے والی (اُمّ المؤمنین حضرت) زینب (رضی اللہ عنہا) تھیں۔ آپ صدقہ و خیرات کرنا بہت پسند فرماتی تھیں''۔

مسلم کی روایت میں ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

اَسْرَعُکُنَّ لُحُوْقًا بِیْ اَطْوَلُکُنَّ یَدًا قَالَتْ وَکَانَتْ یَتَطَاوَلْنَ اَیَّتُھُنَّ اَطْوَلُ یَدًا قَالَتْ کَانَتْ اَطْوَلُنَا یَدًا زَیْنَبُ لِاَنَّھَا کَانَتْ تَعْمَلُ بِیَدِھَا وَتَتَصَدَّقُ ۷ ''میرے ساتھ ملنے میں سب سے زیادہ جلدی کرنے والی وہ ہے جس کے ہاتھ تم سب سے زیادہ دراز ہیں اور ازواج مطہرات (رضی اللہ عنہن) ایک دوسرے سے بحث کرتی تھیں کہ اُن میں سے کس کے ہاتھ دراز ہیں۔ (اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ (اُمّ المؤمنین حضرت) زینب (رضی اللہ عنہا) کے ہاتھ ہم سب سے زیادہ دراز تھے۔ کیونکہ آپ اپنے ہاتھ سے کام کرتی اور صدقہ وخیرات کرتی تھیں۔

نوٹ: حکیم اہلسنّت مفتی احمد یار خان رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ سوال چند سوالوں کا مجموعہ ہے۔ (۱) ہم میں سے ہر ایک کا وقتِ موت کب ہے؟ (۲) ہم سب کی موت کس حال میں ہوگی' ایمان پر اور ایمان کے کس درجہ پر؟ (۳) ہماری بقیہ زندگی تقویٰ کے کس درجہ پر گزرے گی؟ (۴) بعد وفات ہمارا مقام کہاں ہوگا؟

کیونکہ بعد وفات حضور نبی کریم ﷺ سے وہی مل سکتا ہے جس کا خاتمہ ایمان پر ہو' زندگی اعلیٰ درجہ کے تقویٰ اور طہارت پر گزرے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن) کا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو علوم خمسہ عطا فرمائے ہیں کہ سرکار (ﷺ) بعطائے الٰہی ہر ایک کا وقت موت بھی جانتے ہیں اور ہر ایک کی سعادت وشقاوت سے بھی خبردار ہیں اور ہر ایک کے درجۂ ایمان و مرتبہ تقویٰ سے بھی واقف ہیں بلکہ یہ بھی جانتے ہیں کہ بعد موت کس کا کیا درجہ ہوگا اور کون کہاں رہے گا؟ ایسا عقیدہ کیوں نا ہوتا کہ اُن بیبیوں نے دیکھا تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے جنگِ بدر سے ایک دن پہلے خط کھینچ کر بتا دیا تھا کہ کل فلاں یہاں مارا جائے گا اور فلاں یہاں۔ دوسرے یہ کہ ازواج مطہرات (رضی اللہ عنہن) حضور نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد موت کی ایسی مشتاق تھیں جیسے عروس برات کی کیوں کہ اُن کے لئے موت لقائے حبیب ﷺ کا ذریعہ تھی۔

آج پھولے نہ سمائیں گے کفن میں عاصی
جس کے جویاں تھے آج اس گل کے ملاقات کی رات
جان تو جائے ہی جائے گی قیامت یہ ہے
کہ یہاں مرنے پہ ٹھہرا نظارا آپ ﷺ کا

آپ ﷺ کے ارشاد مبارک کا مفہوم یہ تھا کہ ''اے پاک بیبیوں! تم سب ہی اعلیٰ تقویٰ پر جیوگی' کمالِ ایمان پر وفات پاؤ گی اور تم سب میرے ساتھ رہو گی مگر سب سے پہلے میرے پاس تم میں سے وہ پہنچے گی جو زیادہ سخی ہوگی۔ اس جواب سے معلوم

(باقی صفحہ نمبر ۲۰ کالم نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

۶ بخاری حدیث نمبر ۱۴۲۰' نسائی حدیث نمبر ۲۵۴۱' مسند احمد جلد ۶ ص ۱۲۱' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۸۷۵' مرقاۃ جلد ۴ ص ۳۲۶۔ ۷ مسلم حدیث نمبر ۲۴۵۲' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۸۷۵' مرقاۃ جلد ۴ ص ۳۲۷' مستدرک حاکم جلد ۴ حدیث نمبر ۲۵' مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۲۸۹' جلد ۹ ص ۲۴۸' کنز العمال حدیث نمبر ۱۵۹۵۲۔

شعبان المعظم اور پندرھویں شب

ماخوذ از: غنیۃ الطالبین

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دنیائے اِسلام کی عظیم روحانی شخصیت محی الدین غوث اعظم حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''غنیۃ الطالبین'' شریف میں متبرک راتوں کی تفصیل بیان فرمائی ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ جن راتوں میں شب بیداری کرنا اور وظائف پڑھنا چاہیے وہ سال بھر میں چودہ راتیں ہیں (۱) محرم الحرام کی پہلی رات' (۲) شبِ عاشورہ' (۳) رجب المرجب کے مہینے کی پہلی رات' (۴) رجب المرجب کے مبارک مہینے کی درمیانی رات' (۵) اسی مہینے کی ستائیسویں رات' (۶) شعبان المعظم کی پندرھویں رات' (۷) شبِ عرفہ' (۸) عید الفطر کی رات (۹) عید الاضحیٰ کی شب اور (۱۰ تا ۱۴) رمضان المبارک کے ماہِ مقدس کے آخری عشرہ کی طاق راتیں۔

مذکورہ بالا چودہ راتوں میں سے ایک متبرک رات شعبان المعظم کی پندرھویں رات ہے۔ جس کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''میرے پاس سیّد الملائکہ حضرت جبریل امین علیہ السلام نصف شعبان المعظم کی شب کو آئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اُٹھایئے میں نے پوچھا کیا بات ہے؟ یہ کیسی رات ہے؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ ایسی رات ہے کہ ربّ ذوالجلال اِس میں رحمت کے تین سو دروازے کھول دیتا ہے اور سوائے مشرک' ساحر' کاہن' دائمی شرارتی اور زانی کے سب کو بخشتا ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ اپنے مسلمان بھائی سے کینہ رکھنے والے شخص کو نہیں بخشتا ہے۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں کہ اس شب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے بیٹھے ورد و وظائف میں مشغول رہے' یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اِس محنت سے دونوں پاؤں مبارک ورم کر آئے۔ اِس مشقت پر میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ اتنی محنت کیوں فرماتے ہیں؟ تو ارشاد فرمایا: اَفَلاَ اَکُوْنَ عَبْداً شُکُوْرًا؟[۱] ''کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟'' کیا تم جانتی ہو اِس رات میں کیا ہے؟ اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتی ہیں' میں نے عرض کیا' اِس رات میں کیا چیز ہے؟ اِرشاد فرمایا: اِس رات میں اِس سال کا ہر پیدا ہونیوالا لکھا جاتا ہے اور اِس رات میں ہر مرنے والا لکھا جاتا ہے اِس رات میں بندوں کے رزق اُترتے ہیں اور اِس رات میں اعمال و افعال بندوں کے آسمان پر لے جائے جاتے ہیں۔ حضرت عطا ابن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ماہ شعبان المعظم کی پندرھویں رات میں بندوں کے ایک سال کے اعمال پروردگار جل شانہ کی بارگاہ میں پیش کئے جاتے ہیں اور جو لوگ سفر کی حالت میں مریں گے اور نکاح کرنے کے بعد فوت ہوں گے اُن کے نام لکھے جاتے ہیں اور زندہ لوگ مُردوں سے علیحدہ کئے جاتے ہیں۔

حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ مفسرہ مفکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ چار راتوں میں نیکیوں کے دروازے کھول دیتا ہے (۱) شبِ عید الاضحیٰ' (۲) شبِ عید الفطر' (۳) شبِ عرفہ اور (۴) پندرھویں شعبان المعظم کو۔ پندرھویں شعبان المعظم میں حاجیاں خانہ کعبہ کا شمار لکھا جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نصف

---

[۱] بخاری حدیث نمبر ۴۸۳۶' نسائی حدیث نمبر ۱۶۴۴' ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۱۲' ترمذی حدیث نمبر ۱۴۱۹' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۲۲۰' مسند احمد جلد ۴ ص ۲۵۱' الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۲۶' مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۲۷۱۔

شعبان المعظم میں میرے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا ''یا محمد'' (صلی اللہ علیک وسلم) اپنا سر مبارک بلند فرمایئے۔ فرمایا: میں نے اپنا سر اُٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بہشت کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور پہلے دروازے پر ایک فرشتہ آواز دیتا ہے' اُس شخص کے لئے خوشخبری ہے' جو اِس رات میں رکوع کرتا ہے۔ دوسرے دروازے پر ایک فرشتہ آواز دیتا ہے' خوشخبری ہے اُس شخص کیلئے جو اِس رات میں سجدہ کرتا ہے۔ تیسرے دروازے پر ایک فرشتہ ندا کرتا ہے' خوشخبری ہے اُس شخص کو جو اِس رات میں دُعا کرتا ہے۔ خوشخبری ہو اِس رات میں ذکر کرنے والوں کیلئے۔ پانچویں دروازے پر ایک فرشتہ پکارتا ہے' بشارت ہو اُس شخص کو کہ خوفِ خدا سے آہ و زاری کرتا ہے اور روتا ہے۔ چھٹے دروازے پر ایک فرشتہ صدا بلند کرتا ہے کہ اِس رات میں ہر مسلمان کو بشارت ہے۔ ساتویں دروازے پر ایک فرشتہ آواز دیتا ہے کہ کوئی ہے ایسا شخص کہ سوال کرے اور اُس کا سوال پورا کیا جائے اور آٹھویں دروازے پر ایک فرشتہ پکارتا ہے کہ ہے کوئی ایسا شخص کہ بخشش طلب کرے اور وہ بخشا جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں' میں نے حضرت جبریل علیہ السلام سے کہا' اے جبریل علیہ السلام یہ دروازے کب تک کھلے رہیں گے تو (حضرت) جبریل علیہ السلام نے عرض کیا' یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم) اوّل شب سے صبح کے طلوع ہونے تک اور پھر عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) خداوندِ قدوس اِس شب میں اپنے بندوں کو بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر جہنم کی آگ سے آزادی عطا فرماتا ہے۔

شبِ برأت کو ربّ کائنات جل مجدہُ الکریم نے ظاہر کیا ہے کہ یہ رات حکم کی رات ہے' قہر و رضا کی رات ہے، قبول و رد کی رات ہے، نزدیکی و دُوری، سعادت و شقاوت اور کرامت و پرہیز گاری کی رات ہے۔ اِس رات میں کسی کی نیک بختی لکھی جاتی ہے' کوئی مُردود کیا جاتا ہے' ایک جزا دیا جاتا ہے' دوسرا سزا دیا جاتا ہے۔ بہت سے لوگ جن کا کفن تیار ہے بازار میں خرید و فروخت میں مشغول ہیں اور بہت سے لوگ مشغول ہیں بہت سے منہ ہنسنے والے ہیں' جو عنقریب ہلاک ہونے والے ہیں۔ بہت سے ایسے محل و مکان تیاری کے قریب ہیں جن کے بنانے والے فنا ہونے والے ہیں۔ بہت سے بندے اُمیدوار ہیں کہ اُن کے واسطے عذاب ظاہر ہونے والا ہے۔ بہت بندے ہیں کہ جو ملک و حکومت کے ملنے کے امیدوار ہیں مگر اُن کے لئے ہلاکت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''شعبان المعظم میرا مہینہ ہے' رجب المرجب ربّ ذوالجلال کا مہینہ ہے اور رمضان المبارک میری اُمت کا مہینہ ہے' شعبان المعظم گناہوں کا کفارہ کرنیوالا ہے۔ پھر فرمایا شعبان المعظم، رجب المرجب اور رمضان المبارک کے درمیان ایک مہینہ ہے اور لوگ اِس کی فضیلت سے غافل ہیں۔ اِس مہینے میں بندوں کے اعمال ربُّ العالمین کی طرف اُٹھائے جاتے ہیں۔ پس میں دوست رکھتا ہوں کہ میرے اعمال اُٹھائے جائیں اور میں اُس وقت روزے دار ہوں''۔

اِس حقیقت سے کون انکار کرسکتا ہے کہ ایک تو کل کا دن (گذشتہ) ہے' وہ گذر گیا' دوسرا دن آج کا ہے اور وہ کام کرنے کا دن ہے اور تیسرا کل کا دن (آئندہ) ہے اور یہ اُمید کا دن ہے' خدا معلوم کہ کل آئندہ کو سلامت رہے یا نہ رہے۔ اِس لئے خیال کیا جائے کہ کل (گذشتہ) کا دن نصیحت و عبرت کا دن ہے اور آج کا دن غنیمت کا دن ہے اور کل (آئندہ) کا دن پُرخطرہ ہے۔ کل آئے یا نہ آئے۔ ایسے ہی اِن مہینوں کا معاملہ ہے' رجب المرجب تو گذر گیا اَب نہ لوٹے گا اور رمضان المبارک کا انتظار ہے' معلوم نہیں کہ اِس کے آنے تک زندہ بھی رہیں گے یا نہیں۔ شعبان المعظم تو اِن دونوں کے وسط میں ہے۔ پس اِس مہینے میں طاعت و عبادت کو غنیمت سمجھیں۔ حضور نبی کریم ﷺ ایک شخص کو نصیحت فرما رہے تھے۔ وہ شخص جس کو نصیحت کی جا رہی تھی وہ دنیائے اسلام کے عظیم

مدبّر اور مقبولِ بارگاہِ خداوندی صحابی رسول حضرت عمرو بن میمون اودی رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے' سرکارِ کائنات ﷺ فرماتے تھے' پانچ چیزوں کے آنے سے پہلے پانچ چیزوں کی قدر کرو۔ (۱) بڑھاپے کے آنے سے پہلے جوانی کی قدر کرو' (۲) تندرستی کی قدر کرو بیماری سے پہلے' (۳) تونگری کو غنیمت جانو قبل اس کے کہ غربت آگھیرے' (۴) مصروف ہونے سے پہلے فرصت کو غنیمت جانو اور (۵) زندگی کو غنیمت جانو قبل اس سے کہ ملک الموت اپنی ڈیوٹی ادا کرنے کیلئے پروانۂ موت لے آئے۔ ؎٢

تابعین کے سرخیل حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جن کا شمار اُن عظیم البرکت شخصیات میں ہوتا ہے جو مذکورہ بالا ارشادات کے مطابق زندگی گزارا کرتے تھے۔ جو پندرھویں شعبان المعظم کو اپنے گھر سے نکلتے تو خوفِ خدا سے لرزہ براندام ہوتے جب حال پوچھا جاتا تو انتہائی انکساری کے عالم میں کہتے کہ گناہوں پر نادم ہوں۔ شانِ خداوندی کے مطابق عمل نہیں کر پایا۔ یہ بزرگ ہستی فرماتی ہیں' میں نے رسول کریم ﷺ کے تیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سنا ہے کہ جو کوئی شخص پندرھویں شعبان المعظم کی شب ''**صلوٰۃ الخیر**'' یعنی ''نماز میں خیر'' ادا کرے گا' خالقِ کائنات اُس کی طرف ستر ۷۰ مرتبہ نگاہِ کرم فرمائے گا۔ اور ہر نظرِ کرم سے اُس کی ستر ۷۰ حاجات پوری فرمائے گا۔ اور اِن حاجات میں سے ایک حاجت یہ ہے اُس کے گناہوں کی بخشش فرمائے گا۔ اِس نماز کی سو رکعتیں بیان کی گئی ہیں اور دو دو کر کے پڑھی جاتی ہیں جس میں ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد دس دفعہ سورۃ الاخلاص پڑھی جاتی ہے۔ باقی اندازِ ادائیگی نماز دیگر نمازوں کی طرح ہی ہے۔ ان سو ۱۰۰ رکعتوں میں کل ایک ہزار مرتبہ سورت اخلاص پڑھی جاتی ہے۔ اِس نماز کی نیت اِس طرح کرتے ہیں۔ ''دو رکعت نماز خیر بندگی اللہ تبارک وتعالیٰ کی منہ طرف قبلہ شریف اللہ اکبر''۔

شعبان المعظم کی پندرھویں شب وہ عظیم رات ہے جو توبہ کی قبولیت کی شب ہے۔ حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ کو اسی شب میں سچی توبہ کی توفیق نصیب ہوئی۔ اور ایسی سچی توبہ کی کہ اولیاء اللہ کی صف میں شمار ہو گئے۔ اُن کی توبہ کا واقعہ اُنہی کی زبانی کچھ اس طرح ہے' فرماتے ہیں کہ میں شراب پیا کرتا تھا اور میری ایک چھوٹی سی بیٹی تھی جو کبھی کبھی میرے ہاتھ سے شراب کا جام چھین کر پھینک دیتی تھی۔ جب دو برس کی تھی تو اُس کا انتقال ہو گیا میرے دل کو بڑا صدمہ پہنچا۔ فرماتے ہیں' شعبان المعظم کی پندرھویں رات تھی میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور ایک بہت بڑا اژدھا منہ کھولے ہوئے میرے درپے آزار ہے' میں آگے آگے بھاگ رہا ہوں وہ میرے پیچھے پیچھے' یہاں تک میں نے ایک بزرگ کو دیکھا جن سے خوشبو آ رہی تھی میں نے اُن سے کہا' خدا آپ کو اپنی پناہ میں رکھے مجھے بچایئے' وہ رو دیئے اور کہنے لگے میں تو ضعیف ہو رہا ہوں لیکن ذرا جلدی کرو شاید ربِ رحیم کسی ایسے کو مقرر فرما دے جو تجھے بچالے۔ فرماتے ہیں' میں بھاگتے بھاگتے دوزخ کے کنارے پر جا پہنچا پھر مجھ سے کہا گیا لوٹ' میں لوٹ پڑا' اژدھا میرے پیچھے پیچھے چلا آتا تھا' یہاں تک کہ پھر میرا اُس ضعیف آدمی پر گذر ہوا' میں نے کہا مجھے بچالے وہ بولا میں تو ضعیف ہو رہا ہوں لیکن تو اُس پہاڑ کی طرف دوڑ کیونکہ اُس میں مسلمانوں کی ودیعتیں ہیں' اگر اُس میں تمہاری کوئی ودیعت ہو گی تو اُبھی تمہاری مدد کرے گی۔ پھر مجھے چاندی کا پہاڑ نظر پڑا جب میں اُس کے قریب گیا تو کسی فرشتہ نے پکار کر کہا دروازے کھول دو شاید مالک بن دینار کی کوئی ودیعت تمہارے پاس ہو اور وہ اِسے اِس کے دشمن سے بچالے۔ پس دروازے کھل گئے' فرماتے ہیں' میں کیا دیکھتا ہوں کہ میری بچی موجود ہے' اُس نے دائیں ہاتھ سے مجھے

؎٢ الترغیب والترہیب جلد۴ص ۲۵۱' مستدرک حاکم جلد۴ حدیث نمبر ۴۰۶' کنز العمال حدیث نمبر ۴۳۴۹۰' شرح السنۃ جلد۷ص ۲۷۶' جامع صغیر جلد۱ص ۷۷ حدیث نمبر ۱۲۱۰' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۱۷۴' مرقاۃ جلد ۹ص ۳۷۰۔

پکڑا اور بائیں ہاتھ کو اژدھے کی طرف بڑھایا اُس پر وہ اُلٹا بھاگ کھڑا ہوا۔ میری بیٹی مجھ سے کہنے لگی میرے ابا جان "کیا اَبھی ایمان والوں کیلئے وہ وقت نہیں آیا کہ اُن کے دل خدا کیلئے پست ہوکر رہ جائیں؟" میں نے اُس سے پوچھا کہ کیا تو قرآن مجید کو پہچانتی ہے اُس نے کہا جی ہاں! پھر میں نے اُس سے کہا' اچھا اِس اژدھے کا حال بتا تو اُس نے جواب دیا۔ ابا جان وہ آپ کی بداعمالی ہے اور ضعیف بزرگ آپ کے نیک اعمال تھے۔ فرماتے ہیں جب میری آنکھ کھلی تو میں سہما ہوا تھا اُسی دم میں نے دل سے سچی توبہ کرلی اور خدا سے عہد کیا کہ اب ایسا نہ کروں گا۔ ادھر خالقِ کائنات کی عنایات بھی بے پایاں ہیں فرماتا ہے کہ "جو لوگ سچی توبہ کرلیں اور ایمان پر قائم ہو جائیں اور اعمال صالح پر کاربند ہوجائیں ہم اُن کے گناہوں کو بھی نیکیوں میں تبدیل فرمادیتے ہیں"۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو اس شب مبارک کی برکت سے سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے فرمانِ صادق کے صدقے سرکارِ کائنات ﷺ کی شفاعت کی برکت سے ہمارے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل فرمائے۔ آمین! بجاہ نبی الامین ﷺ

(صفحہ نمبر ۱۳ کا بقیہ)

مبارک غبار آلود نہ ہو۔ طیبی نے کہا حدیث کا معنی یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمہاری امامت اس حال میں کریں گے کہ آپ تمہارے دین پر ہوں گے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حضرت امام مہدی علیہ السلام کی اقتداء میں نماز پڑھنا حالانکہ وہ آخر زمانہ ہوگا اور قیامت قریب ہوگی' اِس حال میں اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی زمین حجت قائم کرنے والے سے خالی نہ ہوگی۔ حدیث شریف میں ارشادِ نبی کریم ﷺ ہے کہ **لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُقَالَ اَللّٰهُ اَللّٰهُ واللہ ورسولہ اعلم!** (تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۳۲۳ من وعن)

(صفحہ نمبر ۱۶ کا بقیہ)

ہوا کہ مومنِ کامل مرتے ہی حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پہنچ جاتا ہے' وصال بعد قیامت موقوف نہیں۔ نیز معلوم ہوا کہ بعد موت جو نبی کریم ﷺ سے ملنا چاہے وہ زندگی میں نیک اعمال اور صدقہ وخیرات زیادہ کرے۔ (مرآۃ جلد ۳ ص ۷۸۔۷۷)

سنِ وصال:

اُمّ المومنین حضرت سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ۲۱ھ

اُمّ المومنین حضرت سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا ۵۴ھ

اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ۵۷ھ

(مرقاۃ جلد ۴ ص ۳۲۷)

ہر مسلمان پر صدقہ ہے:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم ﷺ نے فرمایا: **عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ قَالَ فَلْيَعْمَلْ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهٗ وَيَتَصَدَّقُ قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ اَوْ لَمْ يَفْعَلْ قَالَ فَيُعِيْنُ ذَاالْحَاجَةِ الْمَلْهُوْفَ قَالُوْا وَاِنْ لَّمْ يَفْعَلْهُ قَالَ فَيَاْمُرُ بِالْخَيْرِ قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ يَفْعَلْ قَالَ فَيُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَاِنَّهٗ لَهٗ صَدَقَةٌ** [۸] "ہر مسلمان پر صدقہ ہے' صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے عرض کیا: اگر (کوئی درہم ودینار) نہ پائے (تو نبی کریم ﷺ نے) فرمایا: "اپنے ہاتھ سے کام کرے خود نفع اُٹھائے اور خیرات کرے"۔ عرض کیا: اگر یہ بھی نہ کرسکے یا نہ کرے (تو نبی کریم ﷺ نے) فرمایا: کسی مظلوم حاجتمند کی مدد کرے"۔ لوگوں نے عرض کیا اگر وہ یہ بھی نہ کرسکے۔ (تو نبی کریم ﷺ نے) فرمایا: اچھی بات اور نیک کام کا حکم دے۔ لوگوں نے عرض کیا' اگر یہ بھی نہ کرسکے (تو نبی کریم ﷺ نے) فرمایا: برائی اور شر پھیلانے سے رُکا رہے" کہ اُس کے لئے یہی صدقہ ہے"۔

---

۸ بخاری حدیث نمبر ۶۰۲۲' مسلم حدیث نمبر ۱۰۰۸' نسائی حدیث نمبر ۲۵۳۸' مسند احمد جلد ۴ ص ۳۹۵' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۸۹۵' مرقاۃ جلد ۴ ص ۳۴۴۔

WWW.SEEDHARASTAH.COM

سوالات و جوابات

(ادارہ)

سوال: کسی گھر کے باہر لگے پھول، کلیوں میں سے کچھ توڑنا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: مالک کی اجازت کے بغیر پھول کلیاں توڑنا ناجائز ہے۔

سوال: عورتوں کے کانوں میں بالیاں یا کانٹے ہوتے ہیں کیا بالیاں یا کانٹے پہننے سے وضو ہو جاتا ہے؟

جواب: جی ہاں! وضو ہو جاتا ہے کان سر کا حصہ ہیں، منہ کا نہیں۔ وضو میں کان نہیں دھوئے جاتے بلکہ کانوں کا مسح کیا جاتا ہے۔ ہاں البتہ ناک میں تیلی یا کوکا ڈالا ہو تو اُس کو ہلا لینا چاہئے تاکہ ناک کا بیرونی کوئی حصہ خشک نہ رہ جائے۔

سوال: ایک مسلمان عورت نے عیسائی آدمی سے شادی کی اُس میں سے چھ بچے پیدا ہوئے وہ سارے بچے ماں کی تعلیم و تبلیغ سے مسلمان ہو گئے؟ اُن کا کیا مقام ہے؟

جواب: اِس سوال کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ مسلمان عورت کا کافر سے نکاح ہوتا ہی نہیں، اِس لئے وہ تمام کے تمام بچے ناجائز ہیں۔ اب وہ ناجائز بچے نورِ ایمان سے منور ہیں یہ اُن کی خوش بختی ہے۔ بچوں کے ناجائز ہونے میں بچوں کا قصور نہیں۔

سوال: جس عورت کا جسم کپڑے پہننے کے باوجود نظر آئے کیا اُس عورت کی نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب: عورت کا سارا جسم عورت ہے۔ عورت کے نماز کی حالت میں منہ، ہاتھ اور پاؤں ننگے رہ سکتے ہیں، باقی جسم چھپا ہونا چاہئے۔ یہ تو سارے جسم کی بات رہی اگر عورت ایسا دوپٹہ سر پر لے کر نماز پڑھے جس سے بال نظر آئیں تو نماز نہیں ہوگی۔

سوال: چار رکعت فرض والی نماز کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ شریف کے ساتھ کوئی سورت یا چند آیات ملا کر پڑھتے ہیں اگر غلطی سے آخری ایک یا دو رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ کے بعد کوئی سورت پڑھی جائے تو کیا سجدہ سہو کرنا واجب ہوگا یا نہیں؟

جواب: ایسی غلطی پر سجدہ سہو نہیں ہوتا۔

سوال: صاحبِ ترتیب نمازی کسے کہتے ہیں اور وہ قضاء نماز کیسے ادا کرے؟

جواب: صاحب ترتیب وہ نمازی ہوتا ہے جس کی پانچ نمازیں بالترتیب کبھی قضاء نہ ہوئی ہوں۔ ایسے نمازی کی اگر کوئی نماز قضاء ہو جائے تو اگلی نماز تب پڑھ سکتا جب وہ قضاء نماز ادا کرلے۔ مثلاً صاحبِ ترتیب کی ظہر کی نماز قضاء ہوئی اُسے عصر کی نماز سے پہلے ظہر کی نماز ادا کرنا ہوگی اگر سفر میں قضاء ہوئی ہے تو دو رکعت نمازِ قصر قضاء ادا کرے گا اور اگر مقیم حالت میں قضاء ہوئی تو چار رکعت فرض نماز ظہر ادا کرے گا اگرچہ نماز عصر کی جماعت کھڑی ہو چکی ہو۔

سوال: اگر چھوٹا بچہ کپڑوں پر پیشاب کر دے تو کیا اُن کپڑوں سے نماز ہو سکتی ہے؟

جواب: بچہ چھوٹا ہو یا بڑا سب کا پیشاب پلید ہوتا ہے اِس لئے جن کپڑوں پر بچے پیشاب کر دیں وہ پہن کر نماز نہیں ہوتی۔ نماز کے لئے جگہ جسم (بدن) اور کپڑوں کا پاک ہونا شرائط نماز میں شامل ہے۔

سوال: رسولِ کریم ﷺ کے والد گرامی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قبر انور پر دُعائے خیر کر سکتے ہیں؟

جواب: کیوں نہیں! دُعائے خیر کر سکتے ہیں بلکہ اُن کی قبر انور پر حاضری بڑی خوش بختی ہے۔

سوال: گھر میں لڑائی جھگڑوں کو دور کرنے کے لئے کوئی وظیفہ بتائیں؟

جواب: لڑائی جھگڑوں کو دور کرنے کا بہترین وظیفہ خاموشی اور نبی کریم ﷺ پر دُرود و سلام پڑھنا ہے۔

سوال: دُرود شریف پڑھتے پڑھتے کبھی لیٹ کر بھی پڑھ سکتے ہیں یا بیٹھ کر ہی پڑھنا چاہئے؟

جواب: دُرود شریف ہر حالت میں پڑھا جا سکتا ہے یہاں تک

کہ دُرود شریف تو چلتے پھرتے بھی پڑھ سکتے ہیں۔

سوال: جب ظہر، عصر اور عشاء کی نماز فرض کی دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھتے ہیں تو کیا التحیات کے بعد دُرود شریف بھی پڑھتے ہیں؟

جواب: ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعتیں پڑھنے کے بعد جب بیٹھتے ہیں تو عبدہ ورسولہ تک پڑھتے ہیں۔اگر بے توجہی سے دُرود شریف بھی پڑھ لیں گے تو سجدہ سہو لازم ہوجائے گا۔

سوال: آج کل بچیوں کے رشتوں کا بڑا مسئلہ ہے اس کے لئے کوئی وظیفہ بتادیں؟

جواب: وظیفہ: ہر روز عشاء کی نماز کے بعد کھلے آسمان کے نیچے یا کھلے صحن یا مکان کی چھت پر جا کر قبلہ رخ کھڑے ہو کر گریبان اور کفوں کے بٹن کھول کر پانچ سو مرتبہ یَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَاب اوّل آخر اا،اا بار دُرود شریف پڑھیں۔ انشاءاللہ العزیز مشکل حل ہوجائے گی اور بچیوں کے رشتے بھی ہوجائیں گے۔

سوال: کیا محرم افراد کے سامنے ستر کھولنے سے گناہ ہوتا ہے؟

جواب: سوائے بیوی یا شوہر کے کسی کے سامنے ستر کھولنا ناجائز ہے

سوال: دو رکعت نماز میں پہلی رکعت میں سورۃ الفلق پڑھی اور دوسری رکعت میں سورۃ الاخلاص پڑھی تو کیا نماز ہوجائے گی؟

جواب: جی ہاں! نماز تو ہوجائے گی لیکن نماز میں ترتیب سے قرآنِ مجید پڑھنا چاہئے لیکن اگر پہلی رکعت میں سورۃ الفلق پڑھی گئی ہو اور دوسری رکعت میں سورۃ الاخلاص شروع کردی ہو تو یاد آنے کے بعد سورۃ الاخلاص ہی پڑھنی چاہئے کیونکہ یہ قرآنِ مجید کی عظمت ہے کہ جو سورت شروع کی جائے اُسے ہی پڑھ لینا چاہئے، نماز ہوجائے گی۔

سوال: سجدۂ تلاوت کیسے کرنا چاہئے؟

جواب: سجدۂ تلاوت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب تلاوتِ قرآنِ مجید کرتے ہوئے سجدہ والی آیت مبارکہ آجائے تو قرآنِ مجید کی ریل کو دائیں بائیں کر کے کھڑے ہوجائیں اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر ویسے ہی سجدہ میں جائیں جیسے نمازوں میں سجدہ کرتے ہیں بڑے وقار کے ساتھ اور آداب کا لحاظ رکھتے ہوئے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی تین مرتبہ ادا کریں جلدی جلدی نہ پڑھیں بلکہ ہر حرف کو صحیح ادا کریں جب تین دفعہ پڑھ لیں تو اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر سجدہ سے سر کو اُٹھائیں اور پھر سجدہ والی سے آیت مبارکہ اگلی آیت مبارکہ کی تعوذ تسمیہ (یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اور بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ) پڑھے بغیر تلاوت شروع کردیں۔ اگر کھڑے نہ ہوسکیں تو بیٹھے بیٹھے سجدہ میں چلے جائیں اور آداب سجدہ کا خیال رکھیں پھر بھی سجدہ ہوجائے گا۔

سوال: کیا گھر میں شوکیس کے اندر چینی کے پرندے اور جانور جیسے کبوتر اور ہاتھی وغیرہ رکھ سکتے ہیں؟

جواب: گھروں میں کسی قسم کا بت شوکیس یا میز وغیرہ پر نہیں رکھ سکتے اگر بچوں کے کھیلنے کے لئے جانوروں کے کھلونے لائے جائیں تو بچوں کے کھیل لینے کے بعد کسی دراز یا الماری میں رکھ دیں۔

جامعہ یوسفیہ برائے طلباء وطالبات

جامعہ یوسفیہ برائے طلباء کی شاخ متصل جامع مسجد محمد ابوبکر صدیق، بلاک بی II گجرپورہ سکیم لاہور درس نظامی کی کلاسوں کا داخلہ ماہِ اگست سے شروع ہے۔ بیرونی طلباء کے لئے رہائش کا معقول انتظام ہے، خواہشمند طلباء ناظم تعلیمات صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی سے رابطہ کریں۔

دفتر کا پتا: جامع مسجد نگینہA-977، بلاک بی III، گجرپورہ سکیم لاہور۔ رابطہ نمبرز 042-6823128,0322-4730747

تعلیم شریعت وطریقت

بحوالہ

کشف المحجوب شریف

(ادارہ)

سوال: کیا کسی بزرگ کے متعلق بدگمان ہونا چاہئے؟

جواب: کسی بزرگ کے بارے میں بدگمان نہیں ہونا چاہئے۔

سوال: کیا کسی صوفی، درویش یا طریقت کے مشرب کے داعی کو دوسروں سے حسد وخصومت رکھنا چاہئے اور بدگمانی اور وسوسے میں مبتلا ہونا چاہئے؟

جواب: حسد وخصومت صوفی، درویش اور طریقت کے مشرب کے داعی کے مذہب کے خلاف ہے۔ مرشدِ کامل سے حسد اور خصومت رکھنے والا بالآخر نادم ونا کام ہوتا ہے۔

واقعہ:

حضرت شیخ ابو مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مجھے حضرت ابوسعید فضل اللہ علیہ الرحمہ سے دیرینہ خصومت تھی لیکن اُن کے زہد وورع کا شہرہ سن کر جب اُن کی زیارت کا شوق ہوا تو میں ایسی حالت میں اُن کی خدمت میں حاضر ہوا کہ میرے جسم پر ایسا خرقہ تھا کہ میلا ہو کر چمڑے کی طرح ہو گیا تھا جب میں آپ کی خدمت میں پہنچا تو دیکھا کہ آپ تختِ مرصع پر ردائے مصری ڈالے تشریف فرما ہیں۔ میں نے اپنے دل میں اعتراض کیا کہ یہ مرد دعویٰ فقیری کر کے اس قدر علائق دنیاوی میں پھنسا ہوا ہے اور تمام علائق سے انقطاع کر کے مدعی فقر ہونے سے میری اس کے ساتھ کیونکر موافقت ہوگی۔

شیخ ابو مسلم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، حضرت ابوسعید فضل اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے نورِ فراست سے میرے اس خطرہ سے واقف ہو گئے اور سر اٹھا کر مجمع سے فرمایا: یَا اَبَا مُسْلِمٍ فِیْ اَیِّ دِیْوَانٍ وَجَدْتَّ مَنْ کَانَ قَلْبُہٗ قَائِمًا فِیْ مُشَاھِدَۃِ الْحَقِّ یَقَعُ عَلَیْہِ اِسْمُ الْفَقْرِ ''اے ابو مسلم تم نے کس کتاب میں دیکھا کہ جب کسی کا دل اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے مشاہدہ میں قائم ہو تو اُس پر نام فقر آتا ہے۔'' یعنی جو اصحابِ مشاہدہ ہیں وہ اپنے رب کے ساتھ غنی ہیں اور جو فقیر ہیں وہ اربابِ مجاہدہ کہلاتے ہیں۔

حضرت شیخ ابو مسلم فارسی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ سن کر میں اپنے دل میں شرمندہ اور پریشان ہوا اور بے جا وسوسہ سے توبہ کی۔

سوال: الہام اور شیطانی وسوسہ میں کیا فرق ہے؟

جواب: اِس کا جواب ایک خوبصورت واقعہ سے ملتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت ابوسعید فضل اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے نیشاپور سے طوس کا ارادہ فرمایا آپ کے ساتھ آپ کے کچھ مرید بھی تھے۔ راستہ میں ایک مقام پر سخت سردی کا موسم تھا۔ سردی نے آگھیرا حتیٰ کہ موزوں کے اندر بھی پاؤں سردی محسوس کرنے لگے۔ ایک درویش کہتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ اپنی کمر کی پٹی (کپڑے) کے دو ٹکڑے کر کے حضرت کے پاؤں پر لپیٹ دوں مگر میرے دل نے کپڑے کو پھاڑنا گوارا نہ کیا اس لئے کہ وہ عمدہ قسم کا کپڑا تھا۔ وہ درویش کہتے ہیں پھر ہم طوس پہنچ گئے۔ ایک روز ایک محفل میں، میں نے مرشدِ کامل سے عرض کیا، حضور وسواسِ شیطانی اور الہام میں کیا فرق ہے۔ تو آپ نے فرمایا: الہام وہ ہے جس میں تجھے کہا گیا کہ کمر کی پٹی کو کاٹ کر ابوسعید کے پاؤں پر لپیٹ کر سردی سے محفوظ کر اور وسواسِ شیطانی وہ ہے جس نے تجھے اس کام سے روکا۔

سوال: کیا کسی شیخ کامل کی راہنمائی ضروری ہے؟ کیا اس کے بغیر جو کچھ ملنا ہے وہ مل نہیں جائے گا؟

جواب: اس کائنات کے نظام میں رب کائنات نے اپنے فیوض وبرکات اور انوار وتجلیات عطا فرمانے کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور جب نبی کریم ﷺ پر سلسلۂ نبوت ختم ہو گیا تو یہ فیوض وبرکات کا سلسلہ خلفاء کرام رضی اللہ عنہم کے ذریعے

جاری رہا جو نبی کریم ﷺ کی محبت مبارکہ سے مستفیض ہوتے رہے۔ بعد ازیں یہ سلسلہ اولیاء کاملین اور انسانوں میں سے ربّ کائنات کے برگزیدہ بندوں کے ذریعے جاری ہے۔ خالقِ کائنات نے قرآنِ مجید میں فرمایا ہے: کُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ٥ ''سچوں کے ساتھ ہو جاؤ'' وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ''اور اُس کے نقشِ قدم پر چلو جو ہماری طرف جھکا ہوا ہے''۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' ایک روز میں اپنے شیخِ طریقت مرشدِ کامل زینِ اوتاد شیخ عباد ابوالفضل حضرت محمد بن حسن ختلی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں پر وضو کے لئے پانی ڈال رہا تھا تو میرے دل میں خطرہ پیدا ہوا کہ جب تمام نظامِ عالم اور کاروبارِ دنیا قسمت پر موقوف ہے تو کس لئے اچھے خاصے آزاد لوگ اُمیدِ کرامت و فیوض پر اپنے آپ کو پیروں فقیروں کا غلام اور بندۂ حکم بناتے ہیں۔

(آپ فرماتے ہیں میرے دل میں خطرہ گذرا ہی تھا کہ) مرشدِ کامل فرمانے لگے' صاحب زادے جو وسوسہ تمہارے دل میں پیدا ہوا ہے ہمیں معلوم ہے۔ یاد رکھو اور اچھی طرح سمجھ لو کہ قضا و قدر کے ہر حکم کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسباب رکھے ہیں' جب ظالم بچہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ تاجِ عرفان و مملکتِ عشق سے نوازنا چاہتا ہے تو اُسے توبہ کی توفیق دے کر اپنے کسی مقرب دوست کی خدمت میں مشغول فرما دیتا ہے تاکہ خدمت گزاری اُس کی عزت و کرامت کے لئے سبب بنے۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس روز حضرت شیخ ابوالفضل محمد بن حسن ختلی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کا وقت آیا۔ آپ اُس روز ''بیت الجن'' میں تھے یہ ایک گاؤں ہے جو ''دمشق'' اور ''بانیاروذ'' کے مابین ایک گھاٹی پر آباد ہے۔ آپ فرماتے ہیں مرشدِ کامل کا سر مبارک میری گود میں تھا۔ عین اِس حالت میں میرا اپنے ایک پیر بھائی (جس سے مجھے رنج تھا) کی طرف دھیان گیا جیسا کہ عام لوگوں کی عادت کے تحت لوگوں میں ہوتا ہے تو مرشدِ کامل نے مجھے فرمایا: بیٹا! تمہیں ایک عقیدہ بتاتا ہوں اگر تم اُس پر قائم ہو گئے تو جہان کے غموں سے آزاد ہو جاؤ گے۔ یاد رکھو ہر جگہ اور ہر حال اللہ تبارک وتعالیٰ کا پیدا کیا ہوا ہے' خواہ نیک ہو یا بد۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کی کسی پیدا کی ہوئی چیز سے خصومت نہ رکھیں اور کسی طرف دل میں رنج نہ رکھیں۔ اچھے لوگوں کے نقشِ قدم پر چلیں عفو و درگزر سے کام لیں۔ نفرت و جذبۂ انتقام سے اپنے دل کو پاک رکھیں۔ خیر خواہی اور بھلائی کے جذبات اور احساسات کو رواج دیں۔

سوال: مبتدی اور منتہی میں کیا فرق ہے؟

جواب: حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' میں نے ابوالقاسم حضرت عبدالکریم بن ہوازن قشیری رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنا: ''صوفی کی مثال مریض سرسام کی سی ہے جس کی ابتداء ہذیان اور بہکی بہکی باتوں سے ہوتی ہے اور آخر میں خاموشی اور جب وہ متمکن ہو جاتا ہے تو گونگا کر دیتا ہے۔'' فرمایا صفاءِ قلب کے دو رُخ ہیں ایک وجد دوسرے نمود۔ وجد کیفیت مبتدیانہ ہے اور نمود کیفیت منتہیانہ۔ وجد ایک ایسی کیفیت ہے کہ اِس کی ترجمانی عبادت میں محال ہے تو جب تک مبتدی طالب رہتا ہے اپنی علوِ ہمت میں ناطق رہتا ہے جو مشکل باتونی ہونے کے ہے اور اِسی کو ہذیاں کہتے ہیں اور جب منتہاءِ کمال کو پہنچ جاتا ہے تو پھر نہ عبارت رہتی ہے نہ بیان نہ ہذیان۔ جب کسی کی شخصیت تمام مقامات سے عبور کر کے منتہا کو پہنچ جاتی ہے تو اُس کی ہمت وخواہش سب فنا ہو جاتی ہے۔

سوال: لطائف پر شیخِ حقانی کی توجہ کا کیا فائدہ ہے؟

جواب: لطائف پر شیخِ حقانی کی توجہ کا فائدہ یہ ہے کہ مرید صادق عاجزی و فروتنی کی نعمت سے نوازا جاتا ہے۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک روز میں حضرت ابوالقاسم بن علی بن عبداللہ گرگانی رحمہ اللہ تعالیٰ کو

(باقی صفحہ نمبر ۲۶' کالم نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

اپنی تحریروں کے آئینے میں
جھوٹے شخص کے جھوٹے دعوے

(ادارہ)

مرزا قادیانی نے اپنی ذات کے بارے میں لکھا ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَکَ الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ

''(حقیقۃ الوحی ''ص ۸۸_۷۹)

''اُس خدا کی تعریف ہے جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا''۔ اِس کی تشریح کرتے ہوئے خود ہی مرزا قادیانی نے لکھا ہے۔

''خداتعالیٰ کا پاک کلام جو میری کتاب ''براہین احمدیہ'' کے بعض مقامات میں لکھا گیا ہے اُس میں خداتعالیٰ نے بتصریح ذکر کردیا ہے کہ کس طرح اُس نے مجھے عیسیٰ ابن مریم ٹھہرایا۔ اس کتاب میں پہلے خدا نے میرا نام مریم رکھا اور بعد اِس کے ظاہر کیا کہ مریم میں خدا کی طرف سے روح پھونکی گئی اور پھر فرمایا کہ روح پھونکنے کے بعد مریمی مرتبہ عیسوی مرتبے کی طرف منتقل ہوگیا اور اِس طرح مریم سے عیسیٰ پیدا ہوکر ابن مریم کہلایا''۔

(حقیقۃ الوحی ص ۷۲)

مرزا قادیانی نے لکھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کہا:۔

اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ اِنِّیْ لَایَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَاوَرُسُلِیْ وَھُمْ مِنْ م بَعْدِ غَلَبِھِمْ سَیَغْلِبُوْنَ o

''میں اُس شخص کی اہانت کروں گا۔ جو تیری اہانت کا ارادہ کرے گا۔ میرے قریب میں میرے رسول کسی دشمنی سے نہیں ڈرا کرتے۔ خدا نے لکھ چھوڑا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب رہیں گے اور وہ مغلوب ہونے کے بعد جلد غالب ہوجائیں گے''۔

مرزا قادیانی نے ''حقیقۃ الوحی'' ص ۷۲ پر لکھا ہے۔ ''یہ وحی الٰہی میری طرف ہوئی ہے''۔

اور اِس وحی اِلٰہی میں خدا نے میرا نام رسل رکھا ہے کیونکہ جیسا کہ ''براہین احمدیہ'' میں لکھا گیا ہے۔

''خداتعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے'' (نعوذ باللہ) آگے لکھا ہے ''اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کیے گئے ہیں۔ میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں یعقوب ہوں، میں یوسف ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں عیسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں اور آنحضرت ﷺ کے نام کا مظہر اتم ہوں یعنی ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں''۔ ص ۷۲ (العیاذ باللہ)۔

جو آیات کریمہ سرکار کائنات ﷺ کی شان میں نازل ہوئی ہیں اُن کو اپنے حق میں بیان کرتے ہوئے مرزا قادیانی نے لکھا ہے:۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ ط وَاِذْ یَمْکُرُبِکَ الَّذِیْ کَفَرَ ط ''وہ لوگ جو تیرے ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہیں، وہ خدا کے ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہیں۔ یہ خدا کا ہاتھ ہے جو اُن کے ہاتھ پر ہے اور یاد کروہ وقت جب تجھ سے وہ شخص مکر کرنے لگا جس نے تیری تکفیر کی اور تجھے کافر ٹھہرایا''۔ اِس کی تشریح کرتے ہوئے مرزا قادیانی نے خود لکھا ہے مکفر سے مراد مولوی ابوسعید ہے۔''

(حقیقۃ الوحی ص ۸۲)

تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَھَبٍ وَّ تَبَّ ''ہلاک ہوگئے دونوں ہاتھ ابولہب کے اور وہ آپ بھی ہلاک ہوگیا''۔

یہ اِرشاد اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جل جلالہ نے اپنے محبوب علیہ الصلوۃ والسلام کے دشمن ابولہب کے خلاف ارشاد فرمایا تو ہے مگر مرزا قادیانی نے ''حقیقۃ الوحی'' صفحہ نمبر ۸۱۸ پر اِس آیت مبارکہ پر بھی اپنے حق میں لکھا ہے'' کہ ''اِس جگہ ابولہب سے مراد ایک دہلوی مولوی ہے جو فوت ہو چکا ہے اور یہ پیش گوئی ۲۵ برس کی ہے جو ''براہین احمدیہ'' میں درج ہے اور یہ اُس زمانہ میں شائع ہوچکی ہے جبکہ میری نسبت تکفیر کا فتویٰ بھی اُن مولویوں کی طرف سے نکلا تھا۔ تکفیر کے فتویٰ

کا بانی وہی دہلی کا مولوی تھا جس کا نام خدا تعالیٰ نے ابولہب رکھا''۔

مرزا قادیانی نے ایک مقام پر اپنے آپ کو اللہ کا فرزند کہا۔ (نعوذ باللہ) اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ عَرْشِیْ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ وَلَدِیْ (حقیقۃ الوحی ص ۸۶) ''تو مجھ سے بمنزلہ میرے عرش کے ہے تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے''۔

دعویٰ نبوت ورسالت:

''ایک غلطی کا ازالہ'' صفحہ ۳ پر مرزا قادیانی نے لکھا ہے

''چند روز ہوئے ایک صاحب پر ایک مخاطب کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اُس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا، حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں۔ حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے۔ اُس میں ایسے الفاظ رسول، مرسل اور نبی کے موجود ہیں۔ نہ ایک دفعہ بلکہ صد ہا دفعہ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہوسکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں''

وہ مکالمات الٰہیہ جو ''براہین احمدیہ'' میں شائع ہو چکے ہیں اُن میں ایک یہ وحی اللہ ہے۔ ''ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ اَرْسَلَہٗ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ'' (دیکھو صفحہ ۴۹۸ براہین احمدیہ) بحوالہ ''ایک غلطی کا ازالہ'' صفحہ نمبر ۴: اِس میں صاف طور پر اِس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے پھر اس کے بعد اِسی کتاب میں میری نسبت یہ وحی اللہ ہے جبری اللہ فی حلل الانبیاء یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حلوں میں (دیکھو براہین احمدیہ ص ۵۰۴) بحوالہ ایک غلطی کا ازالہ ص ۴ محولا بالا عبارات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ مرزا قادیانی نے دعویٰ نبوت ورسالت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور خدا کی زمین پر خدا کے محبوب نبی آخرالزماں ﷺ سے علی الاعلان بغاوت کر کے لعنت کا طوق اپنے گلے میں ڈالا۔ مرزا قادیانی مرتد وکافر ہے اور اُس کے ماننے والے بھی غیر مسلم اور مرتد ہیں اور جو اُن کو مسلمان ماننے سے پہلے مسلمان تھا تو اب وہ بھی غیر مسلم ہو گیا، مرتد ہو گیا۔

(صفحہ نمبر ۲۴ کا بقیہ)

جو متاخرین صوفیاء میں قطبِ زمانہ تھے اور عارف بے مثال اور صوفی بے بدل ہوئے ہیں، اُن کی خدمت میں حاضر تھا اور اپنے لطائف جو مجھ پر منکشف ہوئے تھے عرض کر رہا تھا تاکہ اپنا حال اُن کی ہدایت کے مطابق درست کروں کیونکہ آپ ناقدِ وقت تھے۔ حضرت ابوالقاسم بن علی بن عبداللہ گرگانی رحمہ اللہ تعالیٰ میرا تمام حال احترام سے سنتے رہے۔ میرا جوش جوانی مجھے اپنے حال کی ترجمانی پر حرص بڑھا رہا تھا اور دِل میں یہ خیال سکّہ زن ہوا کہ جو لطائف مجھ پر منکشف ہوئے ہیں شاید اِس قدر لطائف اُن پر منکشف نہیں ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ اتنے غور وخوض سے سن رہے ہیں۔ شیخ حقانی نے اپنی فراستِ ولایت سے میرے ضمیر کی آواز وخیال کو سمجھ لیا اور فرمایا: اے جانِ پدر میری یہ فروتنی اور نیاز مندی تیرے لئے نہیں ہے بلکہ ہر مبتدی سے جو اپنے حالاتِ لطائف مجھے سناتا ہے ایسے ہی سنتا ہوں۔ یہ تمہارے لئے ہی خاص نہیں ہے۔ جب میں نے آپ سے یہ الفاظ سنے تو میں خاموش ہو گیا۔ آپ نے جب میری یہ شرمندگی محسوس فرمائی تو مجھ سے فرمایا: بیٹا! انسان کو طریقت میں اِس سے زیادہ نسبت نہیں کہ جب وہ اِس طریق کو اختیار کرتا ہے تو پھر اِس کوچہ کے سوا کسی اور سمت اُسے جانا منظور نہیں ہوتا اور جب وہ اِس منصب سے معزول کر دیا جاتا ہے تو اُسے اِس کوچہ کے مذاکرہ سے فرحت ہوتی ہے۔

تاریخ وضو و مسائل

تالیف

منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور

ہدیہ: 30 روپے

ملنے کا پتا: جامع مسجد نگینہ A-977 بلاک B-II گجر پورہ سکیم لاہور

فضائلِ سیّدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کتبِ شیعہ میں

از قلم: علامہ محمد ابرار یوسفی

سیّدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے مردوں میں اسلام قبول کرنے والے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر بیعت کرنے والے ہیں۔ آپ کا مقام و مرتبہ اظہر من الشمس ہے۔ سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دِل میں جو آپ کی محبت اور پیار تھا وہ کسی سے چھپا ہوا نہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیقِ سفر، آپکی سُنّت مبارکہ پر عمل پیرا ہونے والے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد خلیفہ بلا فصل بننے والے حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذاتِ مبارک تھی۔ مختصر سا تعارف اور آپ کی شان کتبِ شیعہ کی روشنی میں۔

آپ کا نام نامی عبداللہ، کنیت ابوبکر اور لقب صدیق، عتیق، یارِ غار، خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ عام الفیل سے دو سال اور کچھ دن کم چار ماہ بعد 573 عیسوی میں آپ کی پیدائش ہوئی۔ سلسلۂ نسب عبداللہ (ابوبکر) بن عثمان (ابو قحافہ) بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرّہ۔ حضرت مرّہ پر جا کر آپ کا نسب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تجارت کرتے تھے۔ معاشرہ میں آپ کا مقام بہت بلند تھا۔ آپ کی صداقت، اَمانت داری، انصاف پسندی، جود و سخا، صلہ رحمی اور بُردباری یہ تمام آپ کے نمایاں اوصاف تھے۔ جن کا انکار بدترین کفارِ قریش بھی نہیں کر سکتے تھے۔ سیّدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ آپ اہلسنّت و جماعت کی معتبر کتب سے تو پڑھتے ہی رہتے ہیں لیکن سیّدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صداقت آپ کی وفاداری اور آپ کا جنتی ہونا یہ کتب شیعہ میں بھی مذکور ہے اور آپ کی صداقت کے چرچے کتب شیعہ سے 'قرآن پاک کے حوالہ سے ہے۔

نمبر ۱:

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ (الزمر: ۳۳) "اور وہ ذات جو صدق لے کر آئی اور وہ شخص جس نے اِس کی تصدیق کی یہی لوگ پرہیز گار ہیں (ڈرنے والے ہیں) اِس آیت کے تحت علامہ طبرسی نے لکھا۔

اَلَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَصَدَّقَ بِہٖ اَبُوْ بَکْرٍ [۱] "جو ذات صدق لے کر آئی وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور جس نے اُن کی تصدیق کی وہ (سیّدنا حضرت صدیق (رضی اللہ عنہ) ہیں"۔ جن کی بہت سی فضیلتیں کتب اَحادیث میں موجود ہیں۔ بطور مثال چند فضائل بیان کئے جا رہے ہیں تا کہ پتا چلے کہ محبت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کن کے دل میں ہے اور جنت کے راستہ کی طرف کون گامزن ہے؟۔

نمبر ۲:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ .... (التوبۃ: ۱۰۰) "اور پہلے سبقت لے جانے والے مہاجرین اور انصار میں سے"۔

اِس آیت کے تحت علامہ طبرسی نے لکھا ہے: اِنَّ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ بَعْدَ خَدِیْجَۃَ اَبُوْ بَکْرٍ [۲] "(حضرت سیّدہ) خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کے بعد سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے (سیّدنا حضرت) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) ہیں"۔

مذکورہ تفسیر کے حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ اُس زمانہ میں آپ نے اِسلام قبول کیا جس وقت اسلام کا نام لینا بھی عذابِ جان تھا۔ پھولوں کی سیج کو چھوڑ کر کانٹوں پر چلنے کے برابر تھا۔ اللہ عزوجل نے جو احکامات وغیرہ اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائے اُن سب کی سب سے پہلے تصدیق کرنے والے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی تھے۔

[۱] تفسیر مجمع البیان جلد نمبر ۸ جز ۲۴ صفحہ ۴۹۸ مطبوعہ تہران۔ [۲] تفسیر مجمع البیان جلد ۵ جز ۱۱ ص ۶۵ مطبوعہ اسلامیہ تہران۔

نمبر۳:

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی ○ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی ○ فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْیُسْرٰی ○ (الیل: ۵تا۷)

''پس جس شخص نے دیا اور پرہیز گاری برتی اور ٹھیک باتوں کی تصدیق کی تو بہت جلد ہم اُسے آسانی کی توفیق دیں گے''۔

علامہ طبری شیعہ کہتے ہیں کہ یہ آیت مبارکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی: عَنِ ابْنِ الزُّبَیْرِ قَالَ اِنَّ الْاٰیَةَ نَزَلَتْ فِیْ اَبِیْ بَکْرٍ لِاَنَّهٗ اشْتَرَی الْمَمَالِیْکَ الَّذِیْنَ اَسْلَمُوْا مِثْلَ بِلَالٍ وَعَامِرِ بْنِ فُهَیْرَةَ وَغَیْرِهِمَا وَاَعْتَقَهُمْ [۳] ''(حضرت) ابن زبیر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی الی الآخریہ آیت (سیّدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) کی شان میں نازل ہوئی آپ نے بہت سے غلام خریدے تھے جو مسلمان ہوگئے جیسا کہ حضرت بلال اور عامر بن فہیرہ (رضی اللہ عنہما) وغیرہما اور پھر (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے) اُن کو آزاد کردیا''۔

قارئین کرام خود شیعہ کے معتبر عالم یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ آیت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ جس کی شان میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک میں آیتیں نازل فرمائیں وہ جو عمل کریں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن کی اداؤں کو پسند فرما کر اُن کے مسلمان ہونے کی تصدیق خود فرمادی اور قرآنِ مجید میں اُن کی شان وصداقت بیان فرما کر بتادیا ہے کہ وہ تو پکے اور سچے مومن تھے اب اگر کوئی اُن کے ایمان یا شان یا صداقت میں شک کرے تو وہ خود ایمان سے فارغ ہے۔

نمبر۴:

راوی کہتے ہیں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم غار میں تھے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ میں جعفر اور اُس کے ساتھیوں کی کشتی کو دیکھ رہا ہوں جو دریا میں کھڑی ہے اور میں انصار مدینہ کو بھی دیکھ رہا ہوں جو اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ (حضرت) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ اُن کو دیکھ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! (حضرت) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) نے کہا مجھے بھی دکھایئے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فَمَسَحَ عَیْنَیْهِ فَرَاٰهُمْ ''(حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی) آنکھوں سے اپنا دست مبارک مس فرمایا تو آپ کو سب کچھ نظر آیا۔ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْتَ الصِّدِّیْقُ [۴] ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ تو صدیق ہے''۔

اِس سے پتا چلا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں کو سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مس فرمایا اور سب کچھ نظر آنے لگ گیا اور جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے چہرہ کو منور فرمادیا اور سب کچھ دِکھا دیا تو پھر اس چہرہ کو جہنم کی آگ سے کیا خطرہ۔ جس رومال اور روٹی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک لگ جائیں تو اُن کو آگ نہیں چھوسکتی تو جس کے کندھوں پر آپ سوار ہوکر پہاڑی پر چڑھ جائیں اور اُن کی گود میں سر رکھ کر آرام فرمائیں تو کیا اُن کو کبھی جہنم کی آگ چھوسکتی ہے' ہرگز نہیں۔ اُن لوگوں کو سوچنا چاہئے جو آپ کے بارے میں بدگمانی کا شکار ہیں کبھی (نعوذ باللہ) آپ کو جہنمی کہتے ہیں کبھی آپ کی صداقت کا انکار کرتے کبھی آپ کے فضائل کا اِنکار کرتے ہیں۔ قرآنِ مجید نے کہا کہ جہنم جس کی آگ کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ ''کافروں کے لئے''۔ اِس لئے نادانوں کو دعوت فکر ہے کہ اُنہیں دل سے بغض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نکال کر وہاں کشتہ عشق ومحبت کو بھرنا چاہئے۔ دُشمنی' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چھوڑ کر غلامی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا پٹہ گلے میں ڈال لینا چاہئے۔

نمبر۵:

حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے تلوار کو چاندی سے مرصع کرنے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا جائز ہے کیونکہ (حضرت) ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے اپنی تلوار کو مرصع کیا ہے۔

[۳] تفسیر مجمع البیان جلد۱۰ جز ۳۰ صفحہ ۵۰۱۔ [۴] تفسیر قمی ص ۱۵۷ مطبوعہ نجف اشرف۔

راوی کہنے لگا آپ اُس کو صدیق کہتے ہیں امام محمد باقر غضب ناک ہوگئے اور اُٹھے اور کہنے لگے نَعَمِ الصِّدِّیْقُ نَعَمِ الصِّدِّیْقُ نَعَمِ الصِّدِّیْقُ فَمَنْ لَّمْ یَقُلْ لَهُ الصِّدِّیْقُ فَلَا صَدَّقَ اللّٰهُ قَوْلَهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۵ ''ہاں وہ صدیق ہیں، ہاں وہ صدیق ہیں، ہاں وہ صدیق ہیں۔ جو اُن کو صدیق نہ کہے خدا اُس کو دنیا اور آخرت میں جھوٹا کرے''۔

جو لوگ حضرت اِمام باقر رضی اللہ عنہ کو مانتے ہیں اُن کو یہ بات بھی ماننا چاہئے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صدیق ہیں۔ آگے اُنہوں نے فرمایا کہ ''جو صدیق کو صدیق نہ مانے وہ جھوٹا ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی''۔ اَب فیصلہ لوگوں کے ہاتھ میں ہے کہ اُن کو صدیق کون لوگ مانتے ہیں اور کون اِنکار کرتے ہیں؟ اِس سے پتا چلا کہ سچے وہی ہیں اور روشن چہروں والے وہی ہیں جو آپ کی صداقت کا اقرار کرتے ہیں۔ اِس جواب سے ایک اور بات بھی معلوم ہوئی کہ اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم میں جتنے اِمام آئے اُن سب کے دِلوں میں محبت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا اور کسی کے دل میں بغض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذرہ برابر شائبہ بھی نہیں پایا جاتا تھا۔ آپ کے اِس جواب سے ایک اور بات معلوم ہوئی کہ ''آپ غضب ناک ہو گئے اور اپنے مقام سے کھڑے ہو گئے'' یہ اِس بات کی دلیل ہے کہ جو خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی کا گستاخ ہو تو آپ کو بڑی تکلیف ہوتی ہے اور بڑا دُکھ ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی کہلانے والا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوستوں کے بارے میں بدگمانی رکھتا ہے۔ اب جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی کرتا ہے وہ اپنی دنیا اور آخرت تو تباہ کرتا ہی ہے۔ ساتھ ساتھ ائمہ اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کے دل بھی دُکھاتا ہے اور دعوے جھوٹے کرتا ہے کہ وہ بارہ اِماموں کو مانتا ہے۔

حضرت اِمام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا حضور ہم نے سنا ہے کہ آپ صدیق وعمر کی فضیلت کا اِنکار کرتے ہیں اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا افضل ہونا نہیں مانتے آپ نے جواب دیا لَسْتُ بِمُنْکِرٍ فَضْلَ اَبِیْ بَکْرٍ وَلَسْتُ بِمُنْکِرٍ فَضْلَ عُمَرَ وَلٰکِنَّ اَبَا بَکْرٍ اَفْضَلُ ''آپ نے فرمایا: میں (حضرت) ابوبکر و (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہما) کے فضائل کا منکر نہیں ہوں البتہ (حضرت) ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) فضیلت میں سب سے اوّل ہیں۔ اِمام محمد باقر رضی اللہ عنہ اُن کی فضیلت کا اِظہار فرماتے ہیں۔

جس شخصیت کو حضرت اِمام محمد باقر رضی اللہ عنہ افضل سمجھتے ہوں اور اُن کی فضیلت سے اِنکار کرنا حد درجہ کی شقاوت ہے۔

۵ کشف الغمہ ص ۲۲۰۔

اچھے میاں بیوی (حقوق زوجین)

تبصرہ: از حضرت علامہ مولانا محمد منشا تابش قصوری

پیش نظر نہایت تحقیقی، عملی، فکری، اصلاحی اور تعمیری کتاب مستطاب ''اچھے میاں بیوی'' (حقوقِ زوجین) حضرت علامہ منیر احمد یوسفی مدظلہ العالی کی تصانیف میں شاہکار اور تاریخی اہمیت کی حامل ہے اس میں موصوف نے مرد وزن کے شرعی اَحکام کو اِس محنت اور محبت سے قلم بند فرمایا ہے کہ اِس موضوع پر اتنی جامع 'مفصّل' روح پرور دِلکش اور ایمان افروز کتاب میری نظر سے نہیں گزری جس میں ''حقوق زوجین'' پر اِس تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہو۔ سچی بات ہے کہ موصوف کی آسان، سہل اور حوالہ جات کے گل و گلزار سے مرصع جملہ کتابیں اس لائق ہیں کہ دینی مدارس کے طلباء وطالبات کے نصاب میں داخل ہوں۔ جن سے اِصلاح وفلاح کے مقاصد بڑی حد تک بآسانی پورے ہو سکتے ہیں۔ موصوف اسلام کے قواعد وضوابط اور عقائد کو اتنے مضبوط طریقے سے قلمبند فرماتے ہیں کہ قاری جب پڑھنے لگتا ہے تو پڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ عبارت، کلمات، حروف والفاظ میں فصاحت وبلاغت، دلکشی اور جملوں کی ترتیب کا حسن قاری کو گرویدہ بنالیتا ہے۔ (ہدیہ: 120 روپے)

ملنے کا پتا: جامع مسجد نگینہ A-977، بلاک بی II، گجر پورہ سکیم لاہور

تعلق بالرسول ﷺ

مرتب: محمد حسن قادری (حویلی لکھا)

تعلق کا مادہ (ع،ل،ق) ہے جس کا مفہوم عربی لغت کی کتابوں میں ہے ''دل مائل ہونا''، ''محبت کرنا''، ''لٹکنا'' (المنجد وغیرہ)

تعلق باللہ (عزوجل) کے بعد تعلق بالرسول ﷺ دینِ اِسلام میں تمام مخلوق کے تعلق سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے بلکہ اللہ جل جلالہ نے تعلق بالرسول ﷺ کو اتنی عظمت بخشی کہ سورۂ اخلاص (جس کو سورۂ توحید بھی کہا جاتا ہے) کا آغاز ''قُلْ'' سے فرمایا گیا حالانکہ پوری سورت کا مضمون توحید پر مشتمل ہے لیکن عنوان ''رسالت'' ہے۔ توحید کا اعلان اپنے پیارے رسول ﷺ کی زبانِ اقدس سے کرایا۔ جو آپ ﷺ کی زبانِ فیض ترجمان پر یقین کر کے اللہ عزوجل کی توحید کو مانے گا' اُس کی توحید قبول ہوگی۔ اگر رسالت کے تعلق کے بغیر مانے گا تو قبول نہیں۔

اگر ایک آدمی پوری عمر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پر ایمان رکھے اور حضرت سیّدنا و مولانا محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان نہ لائے اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نہ پڑھے' نعوذ باللہ آپ ﷺ کی رسالت کا انکار کرے تو وہ ہرگز مسلمان یا مومن کہلانے کا حق دار نہیں ہوگا۔

آپ اِس دنیا میں کسی سے تعلق اُستوار کرتے ہیں تو تعلق کے درجے تک پہنچنے سے پہلے کافی مراحل سے گزرنا پڑتا ہے مثلاً پہلے شناسائی' علیک سلیک' رابطہ ملاقات' سلام ودُعا' تعارف اور جان پہچان' راہ ورسم' آمد ورفت' لین دین' معاملات' اُنس' میلان' رغبت' محبت پھر تعلق قائم ہوتا ہے۔ پھر تعلقات کی مختلف نوعیتیں بھی ہوتی ہیں مثلاً والدین سے تعلق' اولاد سے تعلق' میاں بیوی کا آپس میں تعلق' رشتہ داروں ددھیال' ننھیال' سسرال وغیرہ سے تعلق' ہمسائیگی کا تعلق' اُساتذہ سے تعلق' تلامذہ سے تعلق' کاروباری تعلق' سیاسی تعلق' تنظیمی وتحریکی تعلق' حکومتوں اور ریاستوں کا باہمی تعلق' روحانی تعلق' دوستوں سے تعلق' ہم جماعتوں یا ہم پیشہ لوگوں سے تعلق' تحریری تعلق' اِن تعلقات میں سے بعض تعلق' بعض تعلقات پر فوقیت رکھتے ہیں مثلاً ماں باپ' اُستاذ' مرشد یا قائد کی خاطر بعض لوگوں سے تعلق توڑنا بھی پڑتا ہے۔ اولاد کی خاطر بعض رشتہ داروں سے تعلق کشیدہ ہو جاتا ہے لیکن آیئے قرآن وسُنّت کی روشنی میں تعلق بالرسول ﷺ کی اہمیت کا جائزہ لیں۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآءُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ (سورۃ التوبہ: ۲۴) ''آپ (ﷺ) فرمائے اگر تمہارے ماں باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہاری پسند کی مکان' یہ چیزیں اللہ (جل جلالہ) اور اُس کے رسول (ﷺ) اور اُس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک اللہ (عزوجل) اپنا حکم لائے اور اللہ (جل جلالہ) فاسقوں کو راہ نہیں دیتا''۔

اِس آیت مقدسہ میں اللہ (جل جلالہ) نے تعلق بالرسول ﷺ کو اپنے ساتھ تعلق (تعلق باللہ) کے بعد اور جہاد فی سبیل اللہ سے پہلے رکھا اور اَحَبَّ اسم تفضیل کی اعلیٰ ڈگری کا (درجہ) ہے۔ (superlative degree) یعنی والدین' اولاد' بہن بھائی' میاں بیوی' خاندان' اپنا محنت سے کمایا ہوا مال Property' مالِ تجارت (جس کے گھاٹے کا کھٹکا لگا رہتا ہے)' پسندیدہ مکانات و محلات غرضیکہ دُنیا کی ہر چیز سے زیادہ اللہ (عزوجل) رسول کریم ﷺ اور جہاد فی سبیل اللہ سے تعلق محبت زیادہ ضروری اور لازمی ہے۔ اَحَبَّ کے لفظ سے یہ بات بھی اچھی طرح واضح ہو رہی ہے

کہ یہ تعلق کاروباری یا عارضی تعلق نہیں بلکہ سب سے زیادہ مستحکم اور پکا ہونا چاہئے اگر اِس تعلق میں کمزوری آ گئی تو اَمر (یعنی عذاب الٰہی کا انتظار کرو۔

قرآنِ مجید میں متعدد مقامات پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے تعلق بالرسول ﷺ کو اپنے تعلق کے ساتھ مربوط کر دیا ہے۔ بطورِ دلیل چند آیات کریمہ ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ..... (النور:۶۲) ''بے شک صاحب ایمان وہی تو ہیں جو اللہ (عزوجل) اور اُس کے رسول (ﷺ) پر ایمان لائے''۔

۲۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ..... (الانفال:۲۰) ''اے ایمان والو اللہ (عزوجل) اور اُس کے رسول (ﷺ) کی اِطاعت کرو''۔

۳۔ وَیُطِیْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ..... (التوبہ:۷۱) ''اور وہ اللہ (جل جلالہ) اور اُس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کرتے ہیں''۔

۴۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ ..... (الانفال:۲۴) ''اے ایمان والو! اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور اُس کے رسول (ﷺ) کا حکم مانو جب وہ تمہیں بلائیں''۔

۵۔ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ یُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ یُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِیْهَا ۪ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ۝ (النساء:۱۴) ''جو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور اُس کے رسول (ﷺ) کی فرمانبرداری کرے اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُس کو باغات میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں وہ (لوگ) ہمیشہ وہیں رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔ اور جو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور اُس کے رسول (ﷺ) کی نافرمانی کرے اور اُس کی حدوں سے تجاوز کرے اُس کو (دوزخ کی) آگ میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اُس کے لئے ذلت آمیز عذاب ہوگا''۔

۶۔ قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ .... (التوبہ:۲۹)

''اُن لوگوں سے لڑو جو اللہ (تبارک وتعالیٰ) پر ایمان نہیں لاتے اور آخرت کو نہیں مانتے اور اُس چیز کو حرام نہیں مانتے جس کو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور اُس کے رسول (ﷺ) نے حرام قرار دیا''۔

۷۔ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ..... (الاحزاب:۳۷) ''اُس پر اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے انعام فرمایا اور ا (اے نبی ﷺ) آپ (ﷺ) نے اُس پر انعام فرمایا''۔

۸۔ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ .... (الانفال:۱) ''آپ (ﷺ) فرمائیں مالِ غنیمت کے مالک اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور (اُس کے) رسول (ﷺ) ہیں''۔

۹۔ .....وَمَا نَقَمُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ..... (التوبہ:۷۴) ''اور اُنہیں کیا بُرا لگا یہی نہ کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور رسول (ﷺ) نے اُنہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا''۔

۱۰۔ .....سَیُؤْتِیْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗ ۙ ..... (التوبہ:۵۹) ''اب دیتا ہے اللہ (جل جلالہ) اپنے فضل سے اور اُس کا رسول (ﷺ)''۔

اِس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ خالقِ حقیقی ہے اور رسول کریم ﷺ (افضل ترین) مخلوق، وہ مالک ہے، آپ (ﷺ بہترین) مملوک، وہ معبود ہے آپ ﷺ عابد ہیں، وہ مسجود ہے آپ ﷺ ساجد ہیں، وہ اللہ ہے جل جلالہ آپ ﷺ رسول ہیں ﷺ۔ لیکن اللہ رب العزت نے اپنے فضل وکرم سے اپنے پیارے محبوب ﷺ کو یہ اعزاز بخشا کہ تعلق بالرسول ﷺ کو

تعلق باللہ سے منسلک کر دیا۔ ذاتیں دو ہیں لیکن تعلقِ ایمان، تعلقِ اطاعت، تعلقِ اجابت اور تعلقِ محبت ایک ہے۔ نبی کریم ﷺ کی نافرمانی اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی ہے، آپ ﷺ کا کسی چیز کو حرام قرار دینا، اللہ تبارک وتعالیٰ کا حرام قرار دینا ہے اور آپ ﷺ کی عطا اللہ تبارک وتعالیٰ کی عطا ہے۔ آپ ﷺ کی رضا اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا ہے اور آپ ﷺ کی ناراضگی اللہ تبارک وتعالیٰ کی ناراضگی ہے۔ تعلق بالرسول ﷺ، تعلق باللہ سے اتنا گہرا ہے کہ ۹ اور ۱۰ نمبر پر جن دو آیات مبارکہ کا حوالہ دیا گیا ہے اُن میں اللہ جل جلالہ اور رسول کریم ﷺ دونوں کے لئے واحد کی ضمیر لائی گئی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ جس ہستی کا اتنا قریب ترین (The closest) تعلق ہے جو بے نیاز ذات ہے (اَللّٰهُ الصَّمَدُ) اَحۡكَمُ الۡحٰكِمِيۡنَ اور اَحۡسَنُ الۡخَالِقِيۡنَ ہے تو ہم محکوم مخلوق تو قدم قدم پر محتاج ہیں، رحمت کے، بخشش کے، عنایت کے، شفاعت کے، مغفرت کے، باقی دشمنوں کے علاوہ نفس اور شیطان دو خطرناک اور مستقل دشمن تو ہر وقت ہمارے خلاف برسرِ پیکار ہیں۔

نفس و شیطان زد کریما راہ من
رحمتت باشد شفاعت خواہ من

مزید برآں اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کی اطاعت کو اپنی ہی اطاعت قرار دیا ہے۔ مَنۡ يُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰهَ ..... (النسآء:۸۰) ''جس نے رسول کریم (ﷺ) کی اطاعت کی بے شک اُس نے اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اطاعت کی''۔

گویا کہ تعلق بالرسول ﷺ ہی تعلق باللہ ہے۔ ایک اور مقام پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور ﷺ کو حاکم قرار دیا:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوۡكَ فِيۡمَا شَجَرَ بَيۡنَهُمۡ (النسآء:۶۵) ''(تو اے محبوب!) آپ (ﷺ) کے رب کی قسم وہ مومن نہیں ہوں گے جب تک وہ آپس کے جھگڑے میں آپ (ﷺ) حاکم نہ بنائیں''۔

رشتہ داروں اور دوستوں کے تعلق میں بعض اوقات بے تکلفی کا عنصر غالب آ جاتا ہے لیکن تعلق بالرسول ﷺ میں ایک لمحہ کے لئے بھی ادب کا دامن چھوٹ جائے تو ساری نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں۔ ارشادِ خداوندی ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوَاتَكُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِىِّ وَلَا تَجۡهَرُوۡا لَهٗ بِالۡقَوۡلِ كَجَهۡرِ بَعۡضِكُمۡ لِبَعۡضٍ اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُكُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ ○ (سورۃ الحجرات:۲) ''اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی (کریم ﷺ) کی (مقدس) آواز سے بلند نہ کرو اور نہ ہی آپ (ﷺ) کے حضور چلا چلا کر باتیں کرو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے سے چیخ چیخ کر باتیں کرتے ہو کہیں تمہارے اعمال ضائع نہ ہو جائیں اور تمہیں شعور (بھی) نہ ہو''۔

اِس آیتِ کریمہ سے ثابت ہوا کہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں ذرا سی کوتاہی اور بے ادبی سے اعمالِ صالحہ یعنی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد، تبلیغ، تدریس، شب بیداری، ذکر وفکر وغیرہ سب اکارت جاتے ہیں اور اِس سے بڑھ کر سزا یہ ہے کہ شعور کی دولت بھی چھین لی جاتی ہے کیونکہ شعور ہو تو احساسِ زیاں ہوتا ہے جب شعور ہی نہ رہا تو اعمال کے ضائع ہونے کا احساس کیسے ہو گا؟ جب احساس ہی نہ ہو گا تو معافی کیسے مانگے گا۔ اسی آیت کریمہ سے فقہائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے یہ مسئلہ استنباط کیا ہے (نکالا ہے) کہ گستاخِ رسول ﷺ کو توبہ کی توفیق بھی نہیں ملتی۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ مے آید جنید و بایزید اینجا

یہاں تک اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی محبت کو رسول کریم ﷺ کے تعلق اتباع سے مشروط کر دیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ○ (آل عمران:۳۱) ''اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم، آپ ﷺ) فرما دو

کہ لوگو! اگر تم اللہ (جل جلالہ) کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ (تبارک وتعالیٰ) تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) بخشنے والا مہربان ہے''۔

آیتِ مبارکہ کے مفہوم پر تبصرہ کرنے سے پہلے تمہیدی کلمات کے طور پر یہ عرض ہے کہ ایک ہوتا ہے دعویٰ اور ایک ہوتی ہے اُس کی دلیل۔ دلیل جتنی مضبوط ہوگی، دعویٰ بھی اُتنا ہی مضبوط سمجھا جائے گا مثلاً ایک آدمی دعویٰ کرتا ہے کہ ''میں مصنّف ہوں''۔ تو اُسے کہا جائے گا بطور دلیل اپنی کوئی تصنیف دکھاؤ۔ اگر وہ اپنی تصنیف دکھا دے تو اُس کا دعویٰ سچا سمجھا جائے گا۔ پھر اُس کی تصنیف جتنی اعلیٰ پائے کی ہوگی اُتنا ہی اُس کا دعویٰ مضبوط سمجھا جائے گا۔ اگر مصنّف ہونے کا دعویدار اپنی تصنیف نہ پیش کر سکے تو اُس کا دعویٰ جھوٹا متصوّر ہوگا۔ اگر ایسا شخص گھٹیا معیار low Standard اور شکستہ اور بے ترتیب الفاظ پر مشتمل کوئی بے ڈھنگی سی کتاب کو اپنی تصنیف قرار دے گا تو اُس کا دعویٰ کمزور متصوّر ہوگا۔

اِسی طرح اگر کوئی شاعر ہونے کا دعویدار ہے تو شعر اُس کی دلیل ہے۔ اگر کوئی مصوّر ہونے کا دعویدار ہے تو تصویر اُس کی دلیل ہے۔ اگر کوئی معلّم ہونے کا دعویدار ہے تو تربیت یافتہ متعلّم اُس کی دلیل ہے۔ اگر کوئی خطیب ہونے کا دعویدار ہے تو فنِ خطابت میں مہارت اُس کی دلیل ہے۔ اگر کوئی پیرِ طریقت ہونے کا دعویدار ہے تو مشائخ کرام، اولیائے عظام کی تعلیمات کا عملی پیکر ہونا اُس کی دلیل ہے۔ اگر کوئی نعت خواں ہونے کا دعویدار ہے تو معیاری نعت پڑھنا اُس کی دلیل ہے۔ اگر کوئی نقیب ہونے کا دعویدار ہے تو نقابت میں ثقاہت اُس کی دلیل ہے۔ اگر کوئی منصف ہونے کا دعویدار ہے تو عدل وانصاف اُس کی دلیل ہے۔ اگر کوئی حاکم ہونے کا دعویدار ہے تو حکومت اُس کی دلیل ہے۔ اگر کوئی قاری ہونے کا دعویدار ہے تو تجوید وقرأت کے قوانین کی رُو سے تلاوت قرآن مجید اُس کی دلیل ہے۔ اگر کوئی فقیہ ہونے کا دعویدار ہے تو فقاہت اُس کی دلیل ہے۔ اگر کوئی صحافی ہونے کا دعویدار ہے تو بے داغ صحافت اُس کی دلیل ہے۔ اگر کوئی مفتی ہونے کا دعویدار ہے تو قرآن وسنّت کی روشنی میں اُس کا فتویٰ اُس کی دلیل ہے۔

تو اتنی ساری مثالوں سے یہ بات بخوبی واضح ہوگئی کہ دعویٰ کی مضبوطی، دلیل کی مضبوطی کے ساتھ مشروط ہے تو اب آیئے محولہ بالا آیت پاک میں ارشاد کردہ دعویٰ اور دلیل پر غور فرمایئے دعویٰ ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت کا اور اُس کی دلیل اتباع رسول ﷺ ہے۔ عقل تو کہتی ہے جس سے محبت ہو اتباع بھی اُسی کی ہونی چاہیے لیکن قرآن وسُنّت کے اَحکام کے سامنے عقل کو قربان کرنا پڑتا ہے۔

آیت پاک کے مفہوم سے واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے تعلقِ محبت قائم کرنے کے لئے غلامیٔ رسول ﷺ شرط ہے۔

؎ محمد کی غلامی دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

کتنی پُر لطف بات ہے کہ پہلے دعویٰ یہ تھا کہ **اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ** ''اگر تم اللہ (جل جلالہ) سے محبت کرتے ہو'' اِس صورت میں بندہ محبّ اور اللہ تبارک وتعالیٰ محبوب لیکن رسول کریم ﷺ کی اتباع اور غلامی کے بعد صورتِ حال بدل گئی، اَب فرمایا جا رہا ہے **يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ** ''اللہ (عزوجل) تم سے محبت فرمائے گا'' تو اَب اللہ تبارک وتعالیٰ محبّ اور بندہ محبوب دوسری بات یہ کہ رسول کریم ﷺ کے ساتھ تعلقِ اتباع سے پہلے بندہ کا اللہ تبارک وتعالیٰ سے محبت کا دعویٰ تھا لیکن محبت کی قبولیت کی کوئی گارنٹی نہ تھی لیکن غلامی رسول ﷺ کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے محبت کا انعام مل گیا اب سچے خدا کا سچا فرمان آگیا، غلامیٔ رسول ﷺ کی وجہ سے دریائے رحمت جوش میں آگیا اور بندے کو درجہ محبوبیت مل گیا۔

تعلق بالرسول ﷺ

مرتب: محمد حسن قادری (حویلی لکھا)

تعلق کا مادہ (ع، ل، ق) ہے جس کا مفہوم عربی لغت کی کتابوں میں ہے "دل مائل ہونا"، "محبت کرنا"، "لٹکنا" (المنجد وغیرہ)

تعلق باللہ (عزوجل) کے بعد تعلق بالرسول ﷺ دینِ اِسلام میں تمام مخلوق کے تعلق سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے بلکہ اللہ جل جلالہ نے تعلق بالرسول ﷺ کو اتنی عظمت بخشی کہ سورۂ اخلاص (جس کو سورۂ توحید بھی کہا جاتا ہے) کا آغاز "قُل" سے فرمایا کیا حالانکہ پوری سورت کا مضمون توحید پر مشتمل ہے لیکن عنوان "رسالت" ہے۔ توحید کا اعلان اپنے پیارے رسول ﷺ کی زبانِ اقدس سے کرایا۔ جو آپ ﷺ کی زبانِ فیض ترجمان پر یقین کر کے اللہ عزوجل کی توحید کو مانے گا' اُس کی توحید قبول ہوگی۔ اگر رسالت کے تعلق کے بغیر مانے گا تو قبول نہیں۔

اگر ایک آدمی پوری عمر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پر ایمان رکھے اور حضرت سیدنا و مولانا محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان نہ لائے اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نہ پڑھے' نعوذ باللہ آپ ﷺ کی رسالت کا انکار کرے تو وہ ہرگز مسلمان یا مومن کہلانے کا حق دار نہیں ہوگا۔

آپ اِس دنیا میں کسی سے تعلق اُستوار کرتے ہیں تو تعلق کے درجے تک پہنچنے سے پہلے کافی مراحل سے گزرنا پڑتا ہے مثلاً پہلے شناسائی' علیک سلیک' رابطہ ملاقات' سلام دُعا' تعارف اور جان پہچان' راہ ورسم' آمدورفت' لین دین' معاملات' اُنس' میلان' رغبت' محبت پھر تعلق قائم ہوتا ہے۔ پھر تعلقات کی مختلف نوعیتیں بھی ہوتی ہیں مثلاً والدین سے تعلق' اولاد سے تعلق' میاں بیوی کا آپس میں تعلق' رشتہ داروں دودھیال' ننھیال' سسرال وغیرہ سے تعلق' ہمسائیگی کا تعلق' اُساتذہ سے تعلق' تلامذہ سے تعلق' کاروباری تعلق' سیاسی تعلق' تنظیمی وتحریکی تعلق' حکومتوں اور ریاستوں کا باہمی تعلق' روحانی تعلق' دوستوں سے تعلق' ہم جماعتوں یا ہم پیشہ لوگوں سے تعلق' تحریری تعلق' اِن تعلقات میں سے بعض تعلق' بعض تعلقات پر فوقیت رکھتے ہیں مثلاً ماں باپ' اُستاذ' مرشد یا قائد کی خاطر بعض لوگوں سے تعلق توڑنا بھی پڑتا ہے۔ اولاد کی خاطر بعض رشتہ داروں سے تعلق کشیدہ ہو جاتا ہے لیکن آیئے قرآن وسُنّت کی روشنی میں تعلق بالرسول ﷺ کی اہمیت کا جائزہ لیں۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ٰاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ (سورۃ التوبہ:۲۴) "آپ (ﷺ) فرمائے اگر تمہارے ماں باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہاری پسند کی مکان' یہ چیزیں اللہ (جل جلالہ) اور اُس کے رسول (ﷺ) اور اُس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک اللہ (عزوجل) اپنا حکم لائے اور اللہ (جل جلالہ) فاسقوں کو راہ نہیں دیتا"۔

اِس آیت مقدسہ میں اللہ (جل جلالہ) نے تعلق بالرسول ﷺ کو اپنے ساتھ تعلق (تعلق باللہ) کے بعد اور جہاد فی سبیل اللہ سے پہلے رکھا اور اَحَبَّ اسم تفصیل کی اعلیٰ ڈگری کا (درجہ) ہے۔ (superlative degree) یعنی والدین' اولاد' بہن بھائی' میاں بیوی' خاندان' اپنا محنت سے کمایا ہوا مال Property' مالِ تجارت (جس کے گھاٹے کا کھٹکا لگا رہتا ہے)' پسندیدہ مکانات و محلات غرضیکہ دُنیا کی ہر چیز سے زیادہ اللہ (عزوجل) رسول کریم ﷺ اور جہاد فی سبیل اللہ سے تعلق محبت زیادہ ضروری اور لازمی ہے۔ اَحَبَّ کے لفظ سے یہ بات بھی اچھی طرح واضح ہو رہی ہے